رجسٹرڈ سی ۴۷۸

یہ رسالہ سنی شیعہ نیچری وہابی سب کے لئے ہے

اصلاح

نمبر ۸	بابت ماہ شعبان المعظم سنہ ۱۳۲۶ ہجری	جلد ۱۱

مطبع اصلاح کجھوہ ضلع سارن سے شایع کیا گیا

سید نظیر حسین منیجر پبلشر

مظفری یتیم خانہ فنڈ ۔ جناب منشی انتظام حسین صاحب کرنالی پور ضلع الہ آباد قیمت تیلی آر د جناب میر مشتاق حسین ہمراہ الہ آباد و جناب سید انور علی صاحب کلرک کالج علیگڈھ - میزان عہ میزان سابق للعہ میزان کل للعہ (۴۴۳)

اصل فنڈ - نام مخفی ہزار کانہ سندہ جملہ سابق بحال

شکریہ خاص جناب نواب سید محمد علی خاں صاحب مخاطب سلیمان جاہ رئیس مرشد آباد اور مرزا جعفر حسین صاحب نگہت لاہوری نے بقایاے اصلاح باوصف انکار خریداری ادا فرما کر اس سے مطمئن کیا کہ دنیا ابھی ایماندار وں سے خالی نہیں ہے اگر صرف بقایا کی رقم وصول ہو تو تین ہزار سے زائد ہے جزاہم اللہ خیرا۔

شکریہ معاونین اصلاح اگرچہ بوجہ قحط سالی ایک جدید خریدار کا فراہم ہونا بھی مشکل ہے مگر میں اپنے اون معاونین کا صد درجہ شکر گذار ہوں جو اصلاح اشاعت میں کوشاں ہیں کہ خدا نے چاہا تو اس سال کے ۴۵ خارج شدہ خریداروں کا کافی معاوضہ ہو جاے حسب ذیل حضرات کا بالخصوص شکریہ ادا کرتا ہوں جناب سید اکبر علی صاحب گوالیار (۱) (۲) جناب سید محمد محسن صاحب تحصیلدار (۳) جناب سید انعام رسول صاحب سب انسپکٹر (۴) جناب سید جعفر حسین صاحب طلیق بشنماز (۵) جناب سید اخلاق احمد صاحب ہیڈ کانسٹبل علاوہ سابق (۶) جناب آغا عبد العلی صاحب (۷) جناب کوبوی تصدق حسین صاحب طالب پور (۸) جناب نواب میر عنایت حسین صاحب خلف جناب نواب رکن الملک عثمان دولہ بہادر (۹) جناب سید ابو القاسم صاحب منجلہ (۱۰) جناب سید عترت حسین صاحب منجلہ (۱۱) جناب سید تصدق حسین صاحب عرف جلال میاں کاٹھیاوار (۱۲) جناب سید وصی الحسنین صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ (۱۳) جناب ڈاکٹر سید اکبر علی شاہ صاحب

نوٹ جناب ڈاکٹر **اکبر علی شاہ** صاحب ۲ خریدار اور دیے ہیں جنکے نام وی پی روانہ ہوا ہے خدا نے چاہا تو وہ بھی عنقریب وصول ہو جاے۔ جناب منشی **عترت حسین** صاحب بھی نہایت سرگرمی سے کوشاں ہیں جزاہم اللہ خیرا

ہم دیگر برادران ایمانی سے بھی امیدوار ہیں کہ جہانتک جلد ہو سکے اپنے قومی پرچہ کی امداد پر توجہ فرمائیں - اور انعامی کتاب جلد طلب فرمائیں کہ حاضر کی جاے۔

اشتہار واجب الاظہار

ابلاغ النائل بتحقیق المسائل جناب کا شریعتمدار حضرت صدر المحققین نجم الملۃ والدین ابو الفضل آقا السید ناصر حسین صاحب قبلہ کا وہ نادر مجموعہ فتوی ہے جسمیں تقریباً کل ابواب فقہ کے مسائل موجود ہیں انجمن رفیق الایمان منصور نگر لکھنؤ کے اہتمام سے عنقریب طبع ہوا چاہتا ہے ناظرین العوارف با ۱۲؎ سالانہ غیر ناظرین عہ سالانہ بھیجکر طلب فرمائیں ہر ماہ میں ایک ایک جز طبع ہو کر خدمات مومنین میں حاضر کیا جائیگا جملہ خط و کتابت وارسال قیمت ذیل کے پتہ سے ہونا چاہیے۔

سید احمد نواب ناظم منصرم و مرزا عنایت حسین امین انجمن رفیق الایمان منصور نگر۔ لکھنؤ۔

قواضب الاسیاف و صراط مستقیم کی نسبت جناب سید مصطفی حسین صاحب تعلقہ دار مصطفی آباد ضلع رائے بریلی تحریر فرماتے ہیں کہ اب کوئی نسخہ ان کتابوں کا میرے یہاں باقی نہیں رہا لہذا کوئی صاحب اب طلب نہ فرمائیں ہاں اگر کافی درخواستیں آئینگی تو دوبارہ چھپوائی جائیگی - قواضب الاسیاف کی قیمت عہ ہوگی اور صراط مستقیم کی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

نمبر ۸ بابت ماہ شعبان المعظم سنہ ۱۳۲۶ ہجری جلد ۱۱

اعلان ضروری

الحمد للہ کہ یہ نمبر بھی یکم شعبان کو حاضر ہو رہا ہے مبارک باد

مکرر عرض کیا گیا کہ وی پی کا فارم جواب محکمۂ ڈاک سے شایع ہوا ہے وہ ایسا خراب ہے کہ تمام اخبار والے رو رہے ہیں دو تین مہینہ میں جا کر ویلو وصول ہوتا ہے حالانکہ دس روز سے زیادہ توقف قانوناً ممنوع ہے۔ اکثر حضرات کا نام اور پتہ غلط درج ہوتا ہے جس سے نہایت پریشانی ہو رہی ہے۔ لہذا جن حضرات کو کوئی نمبر نہ ملا ہو وہ بواپسی ڈاک مطلع فرمائیں کہ پرچہ روانہ ہو۔ پھر اسکے بعد کوئی پرچہ مکرر نہ جائیگا۔ ہاں نمبر خریداری لکھنا ضروری ہے۔ اور صرف اسقدر کہ فلاں نمبر نہیں پہونچا اگر اسکے ساتھ ہر شخص ایک خریدار کا نام بھی لکھے تو قومی اعانت ہے۔

رسید زر وصولی اصلاح پرنٹنگ کمپنی از ۲۴ جولائی لغایت ۲۳ اگست

نمبر شمار		وصولی	اضافی
۶۵	جناب سید مرتضیٰ حسین صاحب سب رجسٹرار قیصر گنج بہرائچ منافع اسکے بحق یتیم خانہ فنڈ محفوظ ہیں۔	لہ	صہ
بقیہ ۲۳	جناب نواب مرزا مہدی خانصاحب عہدہ دار حیدرآباد دکن ۲۲۸۲ پہلے آپنے ایک حصہ منظور کیا تھا پھر دو حصہ کیا اور الحمد للہ کل وصول ہوا	۲ حصہ [illegible] مرزا افضل	[illegible] مہملہ

فاعتبروا یا اولی الابصار

الآل والاصحاب

گذشتہ سے پیوستہ

اس مزار مقدس سے حضرات نواصب کو جو عداوت ہے اسکی تفصیل تو یہاں نہیں ہو سکتی
مگر عمر فاروق کے باپ کا یہ جملہ کافی ہے جو وہ اپنے اخبار خارجی گزٹ مورخہ یکم مئی ۱۹۰۸ء
میں لکھتا ہے " جب تک حسین کا طلائی بت یہاں سے مثل بتان مکہ کے پارہ پارہ
نہ کر دیا جائیگا خدا سے بے ہمتا کی بیتاب پرستش مخلوق میں جاری نہ ہوگی "

مگر بابا کو معلوم نہیں ہے یہی آرزو لیکر محمد بن عبدالوہاب نجدی بھی نہ رہا۔ وہ رسول کے
بیٹے کی تھا جسکو آپ نے سید اکبر کا خطاب دیا تھا۔ اور کربلائے معلے پر بھی اس نے حملہ کیا تھا
مگر خائب و خاسر رہا کیونکہ اگر خدائے بے ہمتا کی پرستش ہو سکتی ہے تو اسی سے ہو سکتی ہے۔

احوال اجمالی ابن الزبیر چونکہ سلسلہ کلام یہاں تک پہونچا کہ ابن الزبیر مقبرہ یہود میں دفن کیے گئے
لہذا اجمالی نظر انکے دیگر حالات پر بھی مناسب ہے کہ یہ کس طبیعت کے آدمی تھے۔

انکا نام عبداللہ ہے۔ باپ کا نام زبیر۔ ماں کا نام اسما۔ یہ بڑی بیٹی حضرت ابوبکر کی۔ خالہ
حضرت عائشہ۔ جد فاسد ابوبکر صدیق۔

رسول اللہ ص کے خون کے ایسے پیاسے تھے کہ ایکدفعہ حضرت نے حجامت فرمائی (پچھنا
لگوایا) اور آپ نے وہ خون دیا کہ کہیں ایسی جگہ جاکر دفن کرو کہ کوئی نہ دیکھے۔ یہ اُسے نوش
جان کر گئے۔ مستدرک امام حاکم میں ہے۔ انہ اتی النبی ص وھو یحتجم فلما فرغ قال
یا عبداللہ اذھب بھذا الدم فاھرقہ حیث لا یراک احد فلما انصرفت
عن رسول اللہ عمدت الی الدم فحسوتہ فلما جئت الی النبی قال ما صنعت
یا عبداللہ قال جعلتہ فی مکان ظننت انہ اخفی علی الناس قال
فلعلک شربتہ قلت نعم قال ومن امرک ان تشرب الدم ویل
لک من الناس وویل للناس منک۔

یعنی عبد اللہ بن الزبیر خدمت رسول میں حاضر ہوئے اور وہ حضرت حجامت کروا رہے تھے جب فارغ ہوئے تو انسے کہا یہ خون ایسی جگہ جا کر گرا دو کہ کوئی نہ دیکھے۔ یہ باہر لیکر گئے اور پی ڈالا جب واپس آئے تو حضرت نے پوچھا کیا کیا۔ کہا میں نے ایسی جگہ رکھا ہے جسکے نسبت مجھے گمان ہے کہ سب سے مخفی ہوگا۔ حضرت نے فرمایا شاید تو پی گیا۔ کہا ہاں حضرت نے فرمایا تجھے کسنے حکم دیا کہ خون پی جاؤ۔ ویل ہے تیرے لئے آدمیوں سے اور ویل ہے آدمیوں کے لئے تجھسے۔

حضرات اہل سنت عموماً اور بکمرشا رد ق کا باب اور نجم خصوصاً بغور دیکھے کہ خون رسول کو کسنے حلال جان کر پیا ہے۔ اگر خون کی تجارت اس قوم میں رائج ہو تو کیا نامناسب ہے کیونکہ خون کو حلال جاننا خاص انکا صحابی بلکہ خلیفہ کا فعل ہے۔

آیہ حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر کی صریحی مخالفت ہو رہی ہے۔ رسول اللہ نے اسیر ویل فرمایا ہے یا نہیں۔ پھر ویل ہے انپر جو ایسے خونخوار پر ایمان لاتے ہیں اور اسکو ارکان اہل سنت سے شمار کرتے ہیں۔

باپ پر جو انکا تسلط تھا۔ وہ اس سے ظاہر ہے کہ اسد الغابہ اور استیعاب میں ہے

وکان علی رض یقول ما زال الزبیر منا اہل البیت حتی نشأ لہ عبد اللہ ابنہ،

حضرت علیؑ فرماتے تھے کہ ہمیشہ زبیر کا شمار ہم اہل بیت رسالت سے ہوتا تھا یہانتک کہ نشو ونما پایا عبد اللہ نے جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ زبیر کا دراصل بہکانے والا یہی شخص ہے جسنے زبیر کو بھی دشمن جناب امیر بنایا۔

آپکو قصہ سقیفہ میں تو معلوم ہوگا کہ جناب امیرؑ کے ساتھ زبیر بھی تھے جو خلافت خلیفہ اول سے کارہ تھے اور جناب سیدہ کے مکان میں صلاح ومشورہ کیا کرتے جسپر شاہ عبد العزیز نے انکو بد معاش کا خطاب دیا ہے جب لوگ گرفتاری جناب امیرؑ کو آئے ہیں تو یہی زبیر تلوار کھینچکر نکلے تھے مگر انکی تلوار چھین گئی یا چھین لی گئی۔

اُسوقت تک عبداللہ بن زبیر کمسن بچہ تھے اس وجہ سے کوئی اثر نہ پڑا جب جوان ہوئے
تو ایسا مجبور کیا کہ پورا دشمن بنا یا چنانچہ تذکرہ خواص الامہ میں ہے ان علیا لما التقی
بالزبیر قال لہ کنا نعدک من خیار بنی عبد المطلب حتی بلغ ابنک السوء
ففرق بیننا الیس رسول اللہ م قال لک کذا وکذا۔ یعنی جب جنگ جمل میں
زبیر لڑنے کے لئے نکلے ہیں اور حضرت علی سے ملاقات ہوئی تو فرمایا پہلے تو ہم تمکو خاندانِ
عبدالمطلب کے نیکوکاروں سے شمار کرتے تھے یہانتک کہ تمہارا بیٹا بڑا جوان ہوا ایس
جدا کر دیا اُسنے تجھے ہمسے کیا رسول اللہؐ نے تجھ سے یہ نہیں کہا تھا (کہ تم علی سے لڑوگے
درحالیکہ ظالم ہوگے. تو اب بجز اسکے کیا کہا جا سکتا ہے کہ مادری اثر غالب آیا جسنے یہ اثر
دکھایا کہ خود بھی دشمن اہل بیت ہوئے اور اپنے باپ کو بھی دشمن بنایا۔

اپنے مادر گرامی قدر اسماء بنت ابوبکر ذات النطاقین کے ساتھ جو سلوک کیا۔ کس قلم
میں طاقت ہے کہ اُسکو بیان کر سکے اور کس دل میں یہ قوت ہے کہ اُسپر ضبط کر سکے۔ علامہ
ابن اثیر جزری تاریخ کامل میں بعد ذکر قتل ابن اثیر لکھتے ہیں واسماء بنت ابی بکر بعد ابنھا
بقلیل وکانت قد عمیت وکانت مطلقہ من الزبیر قیل ان ابنھا عبد اللہ
قال لہ مثلی لا توطا امہ فطلقھا صفحہ ۱۴ جلد ۴

یعنی اپنے بیٹے عبداللہ کے چند روز بعد اسماء بنت ابوبکر نے بھی انتقال کیا۔ یہ اندھی
ہو چکی تھیں اور انکو انکے شوہر زبیر نے طلاق دیا تھا جسکی وجہ یہ ہوئی کہ عبداللہ ابن الزبیر
نے اپنے باپ سے کہا تھا میری شان ایسی نہیں ہے کہ اُسکی ماں کے ساتھ وطی کیجائے
لہذا زبیر نے طلاق دیا۔

کہئے ایسی غیرت آپنے کسی غیور میں دیکھی ہے کہ جب ماشاءاللہ جوان ہوئے کچھ ہاتھ پیر
نکالا تو باپ سے فرمایش کرے اب میری شان ایسی نہیں ہے کہ اُس شخص کی ماں کے
ساتھ وطی کی جائے۔

اللہ رے غیرت اللہ ری حیا کہ اسیر تو نہ خیال گیا۔ اگر آپ نہ ہوتا تو انکی ولادت کیونکر ہوتی۔ مگر اس شرم و حیا کے قربان کہ باپ سے فرمائش کرتے ہیں میری ماں کے ساتھ وطی نہ کرو۔ پھر حضرت زبیر کب ایسے احمق تھے کہ [illegible] تو نہ کریں۔ [illegible] دیتے رہیں اُنھوں نے بھی نہ تو دیکھا نہ مانا جھٹ طلاق [illegible] میں نہیں کہتا عورت اور مرد میں تقاضائے فطرت کہاں تک [illegible] دنیا کو معلوم ہے زبیر اور اسما کا تعلق بذریعہ متعہ تھا۔ [illegible] جواز کی قائل تھیں۔ مگر زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں کیونکہ آخر کوئی [illegible] بات دیکھی جسپر عبد اللہ ایسے غیور کو غیرت آئی کہ باپ سے [illegible] کہا۔ میں اس لائق نہیں ہوں کہ میری ماں کے ساتھ وطی کی جاوے۔ آہ کوئی اُس دل سے پوچھے جو محروم ہوا نہ معلوم اب بھی کوئی ایسا غیرت مند اہل سنت میں پیدا ہوتا ہے یا نہیں۔ خالہ کے ساتھ سلوک کیا اُسکے لئے صحیح بخاری کی کتاب الادب باب الہجرۃ وقول رسول اللہ لا یحل لرجل ان یہجر اخاہ فوق ثلاث جلد ۴ صفحہ ۳۹ مطبوعہ مصر ملاحظہ ہو۔

حدثنا ابو الیمان اخبرنا شعیب عن الزہری قال حدثنی عوف بن مالک بن الطفیل ھو ابن الحرث وھو ابن اخی عائشۃ زوج النبی لامہا ان عائشۃ حدثت ان ابن الزبیر قال فی بیع او عطاء اعطتہ عائشۃ واللہ لتنتہین عائشۃ او لاحجرن علیہا فقالت اھو قال ھذا قالوا نعم قالت ھو للہ نذر ان لا اکلم ابن الزبیر ابدا فاستشفع ابن الزبیر الیہا حین طالت الہجرۃ

خود حضرت عائشہ اپنے برادر زادے ابن الحرث سے بیان کرتی ہیں کہ عائشہ نے کوئی چیز بیع کی تھی۔ یا کسیکو کچھ دیا تھا اُسپر ابن الزبیر نے کہا۔ عائشہ اس کام سے اگر باز نہ آئیں تو ہم اُنکو حجر کر دینگے (یعنی جسطرح بچوں یا مجنون کی جائداد کورٹ کردی جاتی ہے کہ کوئی اختیار اُسکو نہیں رہتا اُسیطرح عائشہ کے تصرف کو روک دینگے) یہ خبر

فقالت والله لا اشفع فيه ابدا ولا
اتحنث الى نذري فلما طال ذلك
على ابن الزبير كلم المسور بن مخرمه
وعبد الرحمن بن الاسود بن عبد
يغوث وهما من بني زهره وقال
لهما انشدكما الله لما ادخلتماني
على عائشه فانها لا يحل لها ان تنذر
قطيعتي فاقبل به المسور وعبد الرحمان
مشتملين بارديتهما حتى استاذنا
على عائشه فقالا السلام عليك
ورحمة الله وبركاته اندخل قالت
عائشه ادخلوا قالوا كلنا قالت نعم
ادخلوا كلكم ولا تعلم ان معهما ابن الزبير
فلما دخلوا دخل ابن الزبير الحجاب
فاعتنق عائشه وطفق يناشدها
ويبكي وطفق المسور وعبد الرحمان
يناشدانها الا ما كلمته وقبلت
منه ويقولان ان النبي نهى عما
قد علمت من الهجرة فانه لا يحل لمسلم
ان يهجر اخاه فوق ثلاث ليال
فلما اكثروا على عائشه من

جب عائشہ کو یہ پہنچی تو کہا کیا ابن الزبیر نے ایسا
کہا ہے لوگوں نے کہا ہاں (گویا اسکا نام نقلی
چغلی نہیں ہے کہ صحابہ خالکیا تجی میں لگا کہتا
رہے ہیں) اسپر عائشہ نے کہا تو میں نذر
کرتی ہوں قسم کھا کر کہ کبھی بھی ابن الزبیر
سے کلام نہ کرونگی۔ (پہلی قسم یہ) جب
زمانہ ترک سلام و کلام کو عرصہ گذرا تو ابن
الزبیر نے سفارش کرانی چاہی۔ اسپر عائشہ
نے کہا واللہ میں کسیکی سفارش سنونگی
کبھی۔ اور نہ اپنی نذر توڑونگی (یہ دوسری
قسم ہے) جب اسکو بھی عرصہ گذرا تو ابن الزبیر
نے مسور بن مخرمہ و عبدالرحمن بن اسود سے
جو قبیلہ بنی زہرہ سے تھے۔ کہا۔ میں تمکو قسم
دیتا ہوں کہ کسی طرح عائشہ کے پاس ہمکو
لیچلو۔ کہ جائز نہیں ہے انکو قطع رحم کرنا
ہمارے ساتھ۔ (یہ الزام خود عائشہ پر ہے
کہ وہ فعل حرام کی مرتکب ہوئیں انکا جور
کو تو ال ڈالنے) مسور و عبدالرحمان ابن
الزبیر کو لیکر عائشہ کے پاس گئے اور بعد
السلام علیک طالب اذن ہوئے۔ عائشہ نے
اجازت دی۔ ان لوگوں نے پوچھا کہ کیا

التذکرو والتیح طفقت تذکرھا ویبکی وتقول انی نذرت والنذر شدید فلم یزالا بہا حتی کلمت ابن الزبیر واعتقت فی نذرھا ذالک اربعین رقبۃ وکانت تذکر نذرھا فتبکی حتے تبل دموعہا خمارھا۔

ہم سب داخل ہوں۔ عائشہ کو معلوم نہ تھا کہ ابن الزبیر بھی ساتھ ہے۔ کہا کہ ہاں سب داخل ہوں جب سب داخل ہوئے تو ابن الزبیر پردہ کے اندر گئے اور عائشہ کے گلے سے چمٹ گئے اور قسمیں دینے لگے اور روتے جاتے تھے مسور اور عبدالرحمان بھی عائشہ کو قسمیں دینے لگے کہ ابن الزبیر سے کلام کریں۔ کیونکہ تمکو خوب معلوم ہے جناب رسول اللہ نے فرمایا ہے نہیں حلال ہے کسی آدمی کے لئے کہ تین رات سے زیادہ کسی سے ترک سلام وکلام کرے جب ان لوگوں نے بہت اصرار کیا تو عائشہ بھی کہنے لگیں کہ ہمنے ایسی قسم کھائی ہے اور روتی جاتی تھیں آخر عائشہ نے ابن الزبیر سے کلام کیا اور کفارہ قسم میں ۴۰ غلام آزاد کئے۔ مگر اسکے بعد بھی جب اپنے نذر وعہد کو یاد کرتیں تو اسقدر روتیں کہ مقنعہ انکا آنسوؤں سے تر ہو جاتا، صحیح بخاری صفحہ ۹۰۳ جلد ۴۔

اس واقعہ سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ ابن الزبیر کس فطرۃ کے آدمی تھے۔ کیونکہ اگرچہ دنیا میں ہزاروں بخیل ہوتے ہیں جنمیں ابن الزبیر کو عبدالملک کا خاص طور پر نام لیا جاتا ہے۔ مگر یہ بخالت بھی اپنی آپ نظیر ہے کہ کسی دوسرے کی سخاوت بھی انکو نہیں بھاتی۔ کس جرأت اور شوخ چشمی سے حضرت عائشہ کے نسبت کہہ رہے ہیں اگر انھوں نے اپنی فیاضی نہ چھوڑی تو میں کورٹ کردونگا۔

یہ بھی قابل غور ہے کہ حضرت عائشہ انکی حقیقی خالہ ہیں اور سبکی ام المومنین۔ مگر کس بے حرمتی سے نام لے رہے ہیں لننتہین عائشہ یعنی ضرور چاہیئے کہ عائشہ باز رہیں۔ کیا اس سے یہ نہیں معلوم ہوا کہ انکی عظمت اس زمانہ میں کتنی تھی کہ خود

انکے بھانجے ان لفظوں سے یاد کرتے ہیں۔ شاید اسوجہ سے امام بخاری نے اس حدیث کو باب الحجر میں لکھا نہ کتاب الایمان والنذور میں جہاں اسکو زیادہ مناسبت تھی بلکہ کتاب الادب میں لکھا کہ معلوم ہو یہ کیسے بے ادب تھے کہ اپنی خالہ کے ساتھ ایسی بے ادبی کرتے حضرت عائشہ کے پاس اس بے ادبی کی سزا اسکے سوا کیا تھی کہ بھانجے سے روٹھیں اور قسم کھائیں۔ اب میں نہ بولونگی کیونکہ تیر۔ تلوار۔ نیزہ تو حضرت جناب کے لئے تھا جو جنگ جمل میں خرچ ہوگیا۔ تیر بھی جنازہ امام حسن پر جنکے بعد استعمال پر جمع کر چکی تھیں (اگر واقعہ اسکے بعد کا ہو) اور اگر تھا بھی تو کس دل سے گوارا کرتیں کہ ابن الزبیر پر صرف کیا جائے جو پیارے بھانجے تھے اور اسکی محبت میں دین ایمان تک کھو چکیں۔

علامہ سمہودی وجہ غصہ یہ لکھتے ہیں وادرفی قلبہ ذلک حدۃ تعظیمہ و تنقیصہا لذمہا لنسبتہا الی ارتکاب التبذیر الموجب لسبہا من النصرت مع کونہا ام المومنین۔ یعنی اس قول میں انہیں بڑی حقارت کی سبب سے انکو شان کی تنقیص اور توہین ہوئی کیونکہ حضرت عائشہ کیطرف ایسی تبذیر (اسراف) کی نسبت کی گئی جو خدا فرماتا ہے ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین) کی نسبت ہی کی ضرورت نہ تھی سے روکی جائیں حالانکہ وہ ام المومنین تھیں۔

فتح الباری میں ہے وفی روایۃ عروہ ینبغی ان یوخذ علی یدہا صنعہ یدہ یعنی روایت عروہ میں ہے کہ ابن الزبیر نے کہا چاہیئے کہ انکا ہاتھ پکڑا جائے جس سے معلوم ہوا کہ عائشہ کا اسراف اس درجہ بڑھا ہوا تھا کہ ابن الزبیر نے یہ تجویز کیا کہ انکے ہاتھ پکڑ لئے جائیں۔

اب حضرات اہل سنت غور کریں کہ جو شخص اس درجہ مخالف قرآن و حدیث ہو اسکے قول فعل پر کون مسلمان عمل کر سکتا ہے۔

اس روایت میں جو حضرت عائشہ کی قسم درج ہے اسکے نسبت فتح الباری میں ہے

وفی روایۃ الاسمعیلی من طریق الاوزاعی بدل قولہ ابدا حتی تفوق الموت بینی وبینہ یعنی روایت اسمعیل میں ہی کہ حضرت عائشہ نے یہ قسم کھائی تھی۔ میں تا دم مرگ انسے کلام نہ کرونگی۔

ابتو معلوم ہوا کہ ابن الزبیر کس خصلت اور عادت اور طبیعت کے تھے کہ۔ باپ۔ ماں۔ بھائی۔ اولاد۔ خالہ سب ہی انسے نالاں رہیں۔ اب ہمیں اس سے بحث نہیں کہ حضرت عائشہ کا یہ فعل جو فضول خرچی وہ کرتی تھیں۔ کہانتک جایز تھا۔ اور ابن الزبیر نے جو انکے تصرفات ناحق کو روکنا چاہا کہانتک جایز تھا۔ نہ اس سے بحث ہی کہ عایشہ صاحبہ نے قسم بھی کھائی اب میں ابن الزبیر سے کلام نہ کرونگی۔ پھر ہمکلام ہوئیں۔ جسپر علمائے اہل سنت نے کیسی کیسی تاویلیں کی ہیں۔ ایکطرف ابن الزبیر کی حمایت ہی کیونکہ خلیفہ ہیں اور خلیفہ اول کے نواسہ۔ دوسریطرف حضرت عائشہ کی خاطرداری ہی کیونکہ انھیں کے فیوض نامتناہی سے مذہب اہل سنت کا وجود ہی۔ مگر یہ تو یقیناً معلوم ہوا کہ ابن الزبیر کے خیال میں حضرت عائشہ ہی خطاوار تھیں کیونکہ وہ کہتے ہیں فانہا لایحل لہا ان تنذر قطیعتی کہ انکو حلال نہیں کہ قطع رحم کریں اور جن بزرگوار صحابہ یا تابعین کو ابن الزبیر نے شفیع بنایا ہی۔ اور حضرت عائشہ کے یہاں لیگئے ہیں وہ بھی حضرت عائشہ ہی کو ملزم بنا رہے ہیں کہ تمنے حکم رسول کی مخالفت کی۔ کیونکہ حضرت نے فرمایا ہی مسلمان کو جایز نہیں تین رات سے زیادہ کسی مسلمان سے ترک سلام وکلام کرے۔ اب دیکھئے حضرات اہل سنت کسکو اسلام سے خارج کرتے ہیں اور کسکو داخل کیونکہ عائشہ نے ابن الزبیر سے ترک سلام وکلام کیا ہی۔

یہاں ناظرین کو صحیح بخاری کی وہ حدیث بھی یاد کرنا چاہئے فلم تکلمہ حتی ماتت کہ جناب سیدہ نے تا وقت وفات ابوبکر سے کلام نہ کیا یہانتک کہ دنیا سے انتقال کیا اور نہ اسکی اجازت دی کہ ابوبکر شریک نماز و دفن ہوں۔

اس سے بھی آپکو آل واصحاب کا فرق معلوم ہو سکتا ہے کہ اہل بیت طاہرین جس سے ناراض ہوتے ہیں محض خدا کیلئے اسی وجہ سے رضائے فاطمہؑ علامت ایمان ہے اور غضب فاطمہ علامت کفر۔ کہ یہ حضرات اُس حالت کو تا دم مرگ برقرار رکھتے ہیں اور اسطرح اپنی نذر کی ایفا کرتے ہیں کہ تا دم مرگ اُسکے خلاف نہیں ہو سکتا۔

یوفون بالنذر ویخافون یوما کان شرہ مستطیرا یعنی یہ لوگ اہل بیت طاہرین ایفا کرتے ہیں ساتھ نذر کے اور ڈرتے ہیں اُس روز سے کہ شر اُسکا تمام پھیلنے والا ہوگا۔

بخلاف اصحاب کے اگرچہ وہ زوج نبی ہی کیوں نہ ہوں کہ اُنکا جو کام ہوتا ہے دنیا کیلئے اگر دوسرے لوگ موافق ہیں تو پھر سب کچھ ہے چنانچہ اسی وجہ سے ابوبکر عمر کی مدح رہی بارہ ہزار کا سالانہ مقرر کیا تھا عثمان نے کچھ رکاوٹ کی تو فوراً قتل کا فتوے ہوا جس سے آخر وہ مارے گئے۔ وہی دنیا یہاں ایکدفعہ تو ابن الزبیر کی عاشق بنائے ہے جب اسنے چاہا کہ انکی فضول خرچی کو روکیں اختیارات کو محدود کریں۔ بگڑ گئیں کیسی کیسی قسمیں کھائیں کہ نہ مرتے وقت تک بولونگی نہ کسیکی سفارش مانونگی دھڑا دھڑ قسمیں کھا رہی ہیں۔ جب اس سے اطمینان ہے کہ ہمارے عیش و آرام میں یہ خلل انداز نہ ہوگا راضی ہو گئیں قسمیں وغیرہ سب توڑ دیں چنانچہ فتح الباری میں ہے ثم بعث الی الیمن بمال ابتیع لہا منہ اربعون رقبۃ فاعتقتہا کفارۃ لنذرہا ووقع فی روایۃ عروۃ [illegible] فارسل الیہا بعشر رقاب فاعتقتہم فظاہرہ ان عبداللہ بن الزبیر ارسل الیہا بالعشرۃ صفحہ ۵۰۱

یعنی اسکے بعد عائشہ نے مال بھیجکر یمن سے غلام خریدوایا اور سبکو آزاد کیا کفارہ نذر کیلئے اور روایت عروہ میں ہے کہ ابن الزبیر نے دس غلام انکے پاس بھیجا جنھیں عائشہ نے آزاد کیا جس سے آپ خود قیاس کر سکتے ہیں کہ ابن الزبیر نے پھر اور کچھ خاطر داری بھی کی ہوگی۔ چونکہ عائشہ کا خلاف قسم کرنا صحیح بخاری سے مذکور ہوا اسلئے جناب سیدہ کی ناراضی

ابوبکر سے اور ترک سلام و کلام کرنا بھی صحیح بخاری ہی سے دکھاتا ہوں۔ اصل حدیث
صحیح بخاری یہ ہے حدثنا یحیی بن بکیر حدثنا اللیث عن عقیل ابن شہاب عن
عروۃ عن عائشہ ان فاطمۃ علیہا السلام بنت النبی صلے اللہ علیہ وسلم ارسلت
الی ابی بکر تسألہ میراثہا من رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مما افاء اللہ علیہ
بالمدینۃ وفدک وما بقی من خمس خیبر فقال ابوبکر ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال لا نورث ما ترکنا صدقۃ انما یاکل آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم
فی ھذا المال وانی واللہ لا اغیر شیأ من صدقۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عن حالہا التی کان علیہا فی عہد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ولا عملن
فیہا بما عمل بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فابی ابوبکر ان یدفع الی فاطمۃ
منہا شیئا فوجدت فاطمۃ علی ابی بکر فی ذالک فہجرتہ فلم تکلمہ حتی توفیت
وعاشت بعد النبی صلے اللہ علیہ وسلم ستۃ اشہر فلما توفیت دفنہا زوجہا
علی لیلا ولم یوذن بہا ابابکر وصلے علیہا وکان لعلی من الناس وجہ حیاۃ
فاطمۃ فلما توفیت استنکر علی وجوہ الناس فالتمس مصالحۃ ابی بکر و
مبایعتہ ولم یکن یبایع تلک الاشہر فارسل الی ابی بکر ان ائتنا ولا
یاتنا احد معک کراھیۃ لمحضر عمر صفحہ ۳ جلد ۳ مطبعہ مصر

ترجمہ اسکا ظاہر ہے کہ جناب سیدہ نے اپنی میراث مانگی ترکہ رسول اللہ سے ابوبکر صاحب نے
انکار کیا حضرت ناراض ہوئیں اور ترک کلام کیا ابوبکر سے۔ پس نہ کلام کیا تا وقت وفات
حالانکہ اسکے بعد چھ مہینہ تک زندہ رہیں اور دفن کیا آپکو جناب امیر نے
شب کے وقت اور نہ اجازت دی گئی ابوبکر کو۔ اور خود حضرت علی نے نماز جنازہ پڑھی
اور تھی حضرت علی کے لئے ایک طرح کی آبرو زندگی حضرت فاطمہ سے جب وفات پائی انہوں
نے توسب کے منہ پھر گئے حضرت سے پس آپنے التماس کیا مصالحہ کا ابوبکر سے

اور تنہا بلایا اس کراہت سے کہ عمر انکے ساتھ نہ آئیں۔
پس دیکھئے یہی فرق ہے آل و اصحاب کا کہ آل رسول جب سے ناراض ہو خدا کے لئے کہ
چونکہ ابو بکر صاحب نے شریعت رسول میں تغیر دینا چاہا کہ بیٹی کو میراث پدر سے محروم کریں
اسلئے جناب سیدہ ایسی ناراض ہوئیں کہ تا دم مرگ کلام نہ کیا۔ بخلاف عائشہ کہ جب
انکو معلوم ہوا ابن الزبیر ہماری خراجی اور بیجا اسراف کو روکنا چاہتے ہیں تو بگڑ بیٹھیں
جھوٹ جھوٹ قسمیں کھانے لگیں اب میں نہ بولونگی۔ جب ابن الزبیر اپنے ارادہ
سے باز آیا تو نہ قسم کا خیال رہا نہ عہد کا۔ (باقی آیندہ)

فیصلہ امامت و اقتدا

گذشتہ سے پیوستہ

قسم دوم احادیث رسول اللہؐ

اگرچہ ان نصوص صریحہ عموم آیات قرآنی کے بعد اسکی ضرورت نہ تھی کہ احادیث رسول اللہؐ
بھی پیش کروں کیونکہ خود قرآن میں ہے قل ان اتبع الا ما یوحی الی کہہ دو اے محمدؐ
کہ ہم تو انھیں احکام کی متابعت کرتے جسکی وحی کیجاتی ہے میری طرف پھر کیونکر ممکن
ہے کہ حضرت کی کوئی حدیث اسکے خلاف ہو۔
مگر چونکہ فرقہ اہل حدیث تمامتر قرآن کا مخالف ہے اور زبانی طور سے اتباع حدیث کا
مدعی حالانکہ تحریر سابق میں آپ دیکھ چکے ہیں کہ انکے مذہب کا مدار اس مسئلہ میں صرف
قول حضرت عثمان و حسن بصری پر ہے لہذا میں چند حدیثیں رسول اللہؐ کی پیش کرتا ہوں
جس سے معلوم ہو کہ حضرتؐ نے کس طرح امام عادل کی اقتدا کا حکم دیا ہے۔ اور یہ تو یقینی
ہے کہ اقتدائے فاجر و فاسق کی ہرگز حضرتؐ نے اجازت نہیں دی ہے صحیح بخاری میں ہے
باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلوۃ و فضل المساجد حدثنا محمد بن بشار

قال حدثنا یحیی عن عبید اللہ قال حدثنی حبیب بن عبد الرحمن عن حفص ابن عاصم عن ابی ھریرہ عن النبی قال سبعۃ یظلھم اللہ فی ظلہ یوم لا ظل الا ظلہ الامام العادل وشاب نشا فی عبادۃ ربہ ورجل قلبہ معلق فی المساجد ورجلان تحابا فی اللہ اجتمعا علیہ وتفرقا ورجل طلبتہ ذات منصب وجمال فقال انی اخاف اللہ ورجل تصدق اخفا حتی لا تعلم شمالہ ما تنفق یمینہ ورجل ذکر اللہ خالیا ففاضت عیناہ صفحہ ۳۸ جلد اول شرح البخاری

یعنی ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا سات آدمی ایسے ہیں کہ خدا ان پر اپنا سایہ ڈالیگا جس دن بجز اُسکے سایہ کے کوئی سایہ نہ ہوگا ایک امام عادل ۔ دوسرے وہ جوان جو نشو ونما پائے عبادت خدا میں تیسرے وہ شخص جسکا قلب معلق ہو مساجد میں چوتھے وہ دو شخص جو خدا کیلئے محبت کرتے ہیں خواہ مجتمع ہوں خواہ متفرق پانچویں وہ جو کسی عورت صاحب جمال ومنصب کے جواب میں کہے کہ میں خدا سے خوف کرتا ہوں چھٹے وہ جو مخفی خیرات کرے ساتویں وہ جو خدا کا ذکر کرے تو اُسکی آنکھیں گریاں ہوں۔

ہمارا استدلال امام عادل سے ہے کہ حضرت نے اسکے اقتدا واتباع کی ترغیب وتحریص دی ہے اور اُسکے لئے یہ درجہ مقرر کیا ہے کہ خدا کے سایہ میں ہوگا روز قیامت ۔

ابن حجر اس سے خلیفہ کو مراد لیتے ہیں والمراد صاحب الولایۃ العظمی ویلتحق بہ کل من ولی شیئا من امور المسلمین فعدل فیہ صفحہ ۳۶۶ جلد اول کہ مراد اس سے صاحب ولایت عظمی ہے اور اس سے وہ لوگ ملحق ہیں جو کسی امر مسلمین کے متولی ہوں مگر یہ تخصیص انکی خلاف رائے بخاری ہے کیونکہ انھوں نے اس حدیث کو کتاب الصلوۃ میں وارد کیا ہے ۔ جس سے امام صلوۃ مراد ہے

اسیطرح صحیح بخاری کا باب اہل العلم والفضل احق بالامامۃ اسی کا موید ہے کہ امام جماعت اہل علم وفضل کو ہونا چاہیے جس میں امامت حضرت ابوبکر کی احادیث موضوعہ

لائے گئے ہیں۔ اسکے موید ہیں کہ امام کو عادل ہونا چاہیئے اسیطرح باب اذا استووا فی القراۃ فلیومھم اکبرھم اسکا موید ہے اصل حدیث یہ ہے اذا حضرت الصلوۃ فلیوذن لکم احدکم ولیومکم اکبرکم۔

کیونکہ فتح الباری میں ہے ولا یخفی ان محل تقدیم الاقرا انما ھو حیث یکون عالما بما یتعلق معرفتہ من احوال الصلوۃ فاما اذا کان جاھلا بذلک فلا تقدیم اتفاقا والسبب فیہ ان اھل ذلک العصر کانوا یعرفون معانی القرآن لکونھم اھل اللسان فالاقرء منھم بل القاری کان افقہ فی الدین من کثیر من الفقہاء الذین جاؤا بعدھم صفحہ ۲۳ جلد ۱

یعنی تقدیم اعرف کی وجہ یہ نہیں ہے کہ وہ شخص قاری ہو بلکہ یہ کہ عالم احکام ہو اور اگر وہ قاری جاہل ہے تو وہ شخص مستحق تقدیم نہیں۔ اور چونکہ اس زمانہ میں وہ لوگ صاحب لسان ہوتے تھے اسلئے احکام کو زیادہ سمجھتے اسلئے ان کو تقدیم دیا کہ وہ افقہ بھی تھے۔

اور شرح اسکے لکھتے ہیں یحتمل ان یکون الاکبر منھم کان یومئذ ھو الافقہ یعنی محتمل ہے کہ جو لوگ اکبر ہوتے تھے یعنی سن میں بزرگ ہوتے تھے وہی زیادہ عالم ہوتے اگرچہ ان احادیث میں بعدالت کی تصریح ہے نہ فسق وفجور کی مگر عقلی طور سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ مقصد رسول اللہ کا اس کلام سے کیا ہے آیا فاسقین و فاجرین کی اقتدا کو بتایا یا علما صلحا عادلین کی اقتدا کی ہدایت کرنا کیونکہ اقرء وافقہ۔ و اکبر کی تحقیقات خود بتا رہی ہے کہ ہرگز حضرت نے فاسقین و فاجرین کی اقتدا کا حکم نہیں دیا ہے۔ امام عادل کی شرح میں ابن حجر لکھتے ہیں واحسن ما فسر بہ العادل انہ الذی تبع امر اللہ بوضع کل شی فی موضعہ من غیر افراط وتفریط وقدمہ فی الذکر لنفع العموم صفحہ ۲۳ جلد اول

یعنی عادل کی بہترین تفسیر یہ ہے کہ مراد اس سے وہ شخص ہے جو اتباع کرے امر خدا کا ہر چیز میں کہ وضع کرے اسکو اسکے محل میں بغیر افراط و تفریط اور وجہ تقدیم یہ ہے کہ نفع اسکا عام ہے اب آیہ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا کو اور اس حکم امام عادل کو ملاؤ تو صاف نتیجہ ظاہر ہوگا کہ مراد رسول اقتداء امام عادل ہے نہ امامت فاسق و فاجر جسکی اجازت کسی حدیث سے نہیں پائی جاتی۔

سنن ابو داؤد میں ہے عن ابن عمر انہ لما قدم المہاجرون الاولون نزلوا العصبۃ قبل مقدم رسول اللہ فکان یؤمہم سالم مولی ابی حذیفہ وکان اکثرہم قرانا زاد الہیثم وفیہم عمر بن الخطاب ابو سلمۃ بن عبد الاسد

یعنی ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ مہاجرین اولین جب وارد مدینہ ہوئے اور مقام عصبہ میں [illegible] کیا قبل قدوم رسول اللہ تو سالم غلام ابو حذیفہ امامت کرتے تھے کیونکہ [illegible] زیادہ یاد تھا اور تھے اُن لوگوں میں عمر بن الخطاب اور ابو سلمہ بن عبد الاسد۔

اس روایت سے بوضاحت تمام ظاہر ہے کہ باوصف مہاجرین [illegible] موجود تھے جنکے علم و فضل سے اہل سنت بخوبی واقف ہیں مگر امامت جماعت انکو عہد رسول میں نہ ملی بلکہ سالم غلام ابو حذیفہ نماز پڑھایا کرتے۔ تو بجز اسکے کہ یہ صفت عدل سے معرا تھے اور کیا باعث تھا کہ یہ امام نہ بنائے گئے۔

سنن ابو داؤد میں ہے عن عبد اللہ بن عمر ان رسول اللہ کان یقول ثلاثۃ لا یقبل اللہ منہم صلوۃ من تقدم قوما وہم لہ کارہون ورجل اتی الصلوۃ دبارا والدبار ان یاتیہا بعد ان تفوتہ ورجل اعتبد محرر صہ ۸۸ یعنی عبد اللہ بن عمر راوی ہیں کہ حضرت فرمایا کرتے تھے تین آدمی کی نماز نہیں قبول ہوتی ایک تو وہ جو آگے ہو کسی قوم کے درحالیکہ وہ لوگ کراہت رکھتے ہوں اُس سے دوسرے وہ جو بعد فوت نماز آئے تیسرے وہ جو غلام بنایا جاوے

تعلیق محمود میں ہو قال ابن مالک ای کارھون لبدعتہ او فسقہ او جہلہ
یعنی مقتدی اُس امام سے کراہت رکھتے ہوں بسبب اُسکی بدعت کے یا فسق کے
یا جہل کے۔ اِس حدیث کو دیکھکر حضرات اہل سنت کہہ سکتے ہیں کہ اُنکی نماز امام فاسق
و فاجر کے پیچھے کیا حکم رکھتی ہو کیونکہ حضرت بتصریح صریح فرماتے ہیں ایسوں کی نماز قبول نہیں
حدیث اجعلوا ائمتکم خیارکم فانھم وفدکم فیما بینکم و بین ربکم (قط
بیتی عن ابن عمر) ان سرکم ان تقبل صلوتکم فلیومکم خیارکم (ابن عساکر عن
ابی امامۃ)
ان سرکم ان تقبل صلوتکم فلیومکم علماکم فانھم وفدکم فیما بینکم
و بین ربکم (طب عن مرثد الغنوی) کنز العمال صفحہ ۱۲۶
صریح حدیثیں ہیں اس مادہ میں کہ امام کو نیکوکار اور عالم ہونا چاہیئے نہ کہ ہر جاہل و فاسق
کے پیچھے اقتدا جائز ہو
چونکہ ان حدیثوں کی تحقیقات آئندہ مذکور ہوگی جہاں مخاطب کے اقوال سے بالتفصیل
بحث کیجائیگی لہذا ہم صرف ان احادیث کے ذکر پر اختصار کرتے ہیں کہ تمامی اہل اسلام
عموماً اور اہل سنت و اہلحدیث خصوصاً ان احادیث پر غور کریں کہ ان احادیث سے
اُنکو کیا حکم معلوم ہوتا ہو آیا حضرت کی رضامندی امامتِ فاسقین پر ثابت ہوتی ہو
یا امامت عادلین و صالحین پر کیونکہ قدر مشترک جو ان احادیث سے ثابت ہوتا ہو
وہ یہی ہو کہ امام کے لئے کچھ قواعد و شرائط ہیں۔ نیکوکار ہو۔ عالم ہو۔ اقرء ہو اکبر ہو
اعلم بالسنۃ و الکتاب ہو نہ یہ کہ ہر فاسق و فاجر کو امام بنالیں۔

قسم سوم عمل صحابہ

اب ہم تیسری قسم عمل صحابہ کو لکھتے ہیں جس سے معلوم ہو کہ صحابہ میں جو لوگ دیندار
اور نیکوکار تھے اُنکا طرز عمل اس بارے میں کیا تھا اگرچہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ باتفاق

اہل سنت قول و فعل صحابہ کو احکام شرعیہ میں کسی طرح کی مداخلت نہیں ہے۔ مگر چونکہ ہمارے لایق مخاطب نے جواز اقتدائے فاسقین میں قول عثمان و حسن بصری و فعل صحابہ سے استدلال کیا ہے لہذا اون صحابہ کا عمل زیادہ قابل وثوق ہوگا جو باتفاق فریقین اخیار صحابہ سے تھے۔

سعد بن عبادہ کے حال میں ہے (تخلف سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ عن البیعۃ) فقال سعد بن عبادۃ اما واللہ لو ان لی ما اقدر بہ علی النہوض لسمعتم منی فی اقطارہا زئیرا یجحرک انت واصحابک ولالحقتک بقوم کنت فیہم تابعا غیر متبوع خاملا غیر عزیز فتابعہ الناس جمیعا حتی کادوا یطاؤن سعدا۔ فقال سعد قتلتمونی فقیل اقتلوہ قتلہ اللہ فقال سعد احملونی من ھذا المکان فحملوہ فادخلوہ دارہ وترک ایاما ثم بعث الیہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ان اقبل فبایع فقد بایع الناس وبایع قومک فقال اما واللہ حتی ارمیکم بکل سہم فی کنانتی من نبل واخضب منکم سنانی ورمحی واضربکم بسیفی ما ملکتہ یدی واقاتلکم بمن معی من اہلی وعشیرتی ولا واللہ لو ان الجن اجتمعت لکم مع الانس ما بایعتکم حتی اعرض علی ربی واعلم حسابی فلما اوتی بذالک ابوبکر من قولہ قال عمر لا تدعہ حتی یبایعک فقال لہم قیس بن سعد انہ قد ابی ولج ولیس یبایعک حتی یقتل وولدہ معہ واہل بیتہ وعشیرتہ ولن تقتلوہم حتی تقتل الخزرج ولن تقتل الخزرج حتی یقتل الاوس فلا تفسدوا علی انفسکم امرا قد استقام لکم فاترکوہ فلیس ترکہ بضارکم وانما ھو رجل واحد فترکوہ وقبلوا مشورۃ (ا) بشیر بن سعد واستنصحوہ لما بدا لہم منہ فکان

سعد لا یصلی بصلاتهم ولا یجتمع بجمعتهم ولا یفیض
بافاضتهم ولو یجد علیهم اعوانا لصال بهم ولو یبایعه احد علی
قتالهم لقاتلهم فلم یزل کذلک حتی توفی ابوبکر رحمه الله وولی
عمر بن الخطاب فخرج الی الشام فمات بها ولم یبایع لاحد رحمه الله

کتاب الامامہ والسیاسہ امام ابن قتیبہ دینوری ص ۱۷

بیعت ابوبکر سے انکار کیا سعد بن عبادہ نے اور کہا قسم خدا کی اگر ہمکو کھڑے
ہونے کی طاقت ہوتی تو سنتے تم مجھ سے اطراف میں وہ شیرانہ ڈکار کہ نکال دیتی مدینہ
اور تمھارے احباب کو اور ملحق کر دیتی اُس قوم سے جسمیں تم تابع تھے نہ متبوع اور
ذلیل تھے اور گمنام۔ نہ عزیز۔ پس سب نے بیعت کی ابوبکر کی یہانتک کہ قریب تھا
کچل دیں سعد کو۔ سعد نے کہا۔ تم لوگوں نے ہمکو مار ڈالا کسی نے کہا مار ڈالو
اسکو خدا قتل کرے۔ کہا سعد نے کہ ہمکو اُٹھا لیچلو اس مکان سے سب اُٹھا کر
لے گئے اُنکے گھر میں اور چند روز تک چھوڑ دیا۔ اُسکے بعد ابوبکر نے کہلا بھیجا کہ آکر بیعت
کرو کہ لوگوں نے بیعت کی ہے۔ سعد نے کہلا بھیجا کہ قسم خدا کی جبتک میں اُن سب
تیروں کو تمپر نہ چلا لوں جو ہمارے ترکش میں ہیں۔ اور تمھارے خون سے اپنے نیزہ اور
تیر کو نہ رنگین کریں اور جبتک تلوار سے تمکو نہ ماریں۔ جہانتک کہ میرے ہاتھ میں قوت
ہو اُسوقت تک بیعت نہ کرونگا میں تمسے قتال کرونگا اپنے اہل و عشیرہ کے ساتھ
قسم خدا کی اگر جن و انس بھی تمھارے لئے جمع ہوں جب بھی ہم بیعت نہ کریں گے
یہانتک کہ خدا پر عرض کیا جاؤں اور اپنا حساب معلوم کروں۔ جب یہ پیغام ابوبکر کو
پہونچا تو عمر نے کہا جب تک بیعت نہ کرے نہ چھوڑنا چاہئے۔ قیس بن سعد نے
کہا کہ سعد نے بیعت سے انکار کیا اور اسپر مصر ہے اب جبتک قتل نہ ہوگا بیعت
نہ کریگا اور قتل نہ ہوگا جبتک اُسکی اولاد و اہل عشیرہ نہ قتل ہوں اور وہ اسیوقت

قتل ہونگے جبتک تمام قبیلہ خزرج قتل نہ ہوں اور خزرج نہ قتل ہونگے جب تک اوس بھی نہ مقتول ہوں پس اپنے امر کو فاسد نہ کرو جو درست ہو چکا ہو چھوڑ دو کہ اسکا ترک کوئی مضر نہیں کیونکہ وہ ایک شخص تنہا ہو۔ پس لوگوں نے چھوڑ دیا اور قبول کیا مشورہ قیس کو اور اسکی نصیحت کو مان لیا۔ اسکے بعد۔ سعد نہ ان لوگونکے ساتھ نماز پڑھتے نہ انکی جماعت میں شریک ہوتے نہ انکے ساتھ حج کرتے۔ اور اگر اعوان و انصار انکو ملتے تو ضرور انپر حملہ کرتے اور قتال کرتے۔ وہ اسی حالت پر باقی رہے یہانتک کہ وفات پائی ابوبکر نے اور خلیفہ ہوئے عمر پس چلے گئے شام کیطرف اور وہیں وفات پائی اور کسیکی بیعت نہ کی۔

اس واقعہ سے ہر شخص سمجھ سکتا ہو کہ سعد بن عبادہ حضرت ابوبکر کی بیعت سے دستکش تھے اور انکو واجب القتل سمجھتے کہ اگر اعوان و انصار ملتے تو انکو قتل کرتے اور جہاد کرتے۔ اسکے ساتھ نہ انکے ساتھ نماز پڑھتے نہ انکی جماعت میں شریک ہوتے۔ جس سے بادنیٰ تامل معلوم ہوگا کہ اگر ہر فاسق و فاجر کے پیچھے نماز درست ہوتی تو سعد بن عبادہ ضرور انکے ساتھ نماز پڑھا کرتے کیونکہ یہ یقینی ہو سعد بن عبادہ۔ ابوبکر صاحب کو مشرک کافر نہیں سمجھتے تھے۔

پس اگر حضرات اہل سنت کو صحابہ ہی کا طرز عمل پسند ہو اور انھیں کی اقتدا کیا چاہتے ہیں تو اس صحابی جلیل القدر کے طرز عمل کا اتباع کریں۔ کیونکہ آخر سعد بھی تو صحابی ہیں اور صحابی بزرگ دینداری میں ان صحابہ سے کم نہ ہونگے جنکا طرز عمل یہ بتایا جاتا ہو کہ وہ فاسقین و فاجرین کی اقتدا کرتے۔

اگر سعد بن عبادہ کے حالات ملاحظہ فرمائیں تو معلوم ہو سکتا ہو وہ کیسے جلیل القدر صحابی تھے استیعاب ابن عبدالبر مکی میں ہو۔ سعد بن عبادہ بن ولیم بن حارثہ بن ابی حلیمہ + کان نقیبا شہد العقبہ و بدرا فی قول بعضہم +

نقال شہید بدر امع النبوۃ قال ویقال لم یشہد بدرا وکان عقبیان
نقیبا سیدا جوادا قال ابو عمر کان سید الانصار مقدما وجیہا له
ریاسۃ وسیادۃ یعرف قومہ لہما وفی سعد بن عبادہ وسعد بن
معاذ جاء الخبر المشہور ان قریشا سمعوا صایحا یصیح لیلا علی ابی قبیس

فان نسلم السعدان یصبح محمد بمکہ لا یخشی خلاف مخالف

قال فظنت قریش انہما سعد بن زید مناۃ بن تمیم وسعد ھذیم
من قضاعہ فلما کان اللیلۃ الثانیۃ سمعوا صوتا علی ابی قبیس

ایا سعد سعد الاوس کن انت ناصرا ویا سعد سعد الخزرجین الغطارف
اجیبا الی داعی الہدی وتمنیا علی اللہ فی الفردوس منیۃ عارف
فان ثواب اللہ للطالب الہدی جنان من الفردوس ذات رفارف

قال فقال ھذان واللہ سعد بن معاذ وسعد بن عبادۃ قال ابو عمر و
الیہما ارسل رسول اللہ ص یوم الخندق یشاورھما فیما اراد ان یعطیہ
یومئذ عیینہ بن حصین من تمر المدینہ وذالک انہ اراد ان یعطیہ
یومئذ ثلث اثمار المدینہ لینصرف بمن معہ من غطفان ویخذل الاحزاب
وابی عیینہ الا ان یاخذ نصف التمر فارسل رسول اللہ ص الی سعد بن
معاذ وسعد بن عبادۃ دون سائر الانصار لانہما کانا سیدی قومہما کان
سعد بن معاذ سید الاوس وسعد بن عبادہ سید الخزرج
فشاورھما فی ذلک + وتخلف سعد بن عبادہ عن بیعۃ ابی بکر رض
وخرج من المدینہ ولم ینصرف الیہا الی ان مات بحوران من ارض
الشام سنتین ونصف مضینا من خلافۃ عمر وذلک سنہ خمس
عشرہ وقیل سنہ اربع عشرہ وقیل بل مات سعد بن عبادہ فے

خلافۃ ابی بکر رض احد ے عشر ولم یختلفوا انہ وجد میتا فی مغتسلہ وقد اخضر جسدہ ولم یشعروا بموتہ حتی سمعوا قائلا یقول ولا یرون احدا

صفحہ ۲۴۷ جلد ۲

قتلنا سید الخزرج سعد بن عبادہ رمیناہ بسہمین فلم یخط فوادہ

یعنی سعد بن عبادہ نقیب تھے (یہ خاص عہدہ ہے جو بارہ صحابہ کو حاصل تھا) شریک عقبہ تھے (جو قبل ہجرت انصار نے حضرت کی بیعت کی تھی مکہ معظمہ میں) اور جنگ بدر میں بھی شریک تھے بقول بعض۔ بعض کا قول ہے کہ جنگ بدر میں شریک تھے اور بعض کا بیان ہے کہ نہیں شریک تھے۔ دونو عقبہ میں شریک تھے نقیب تھے۔ سید تھے۔ جواد تھے۔ کہا ابوعمر نے کہ یہ انصار کے سردار تھے۔ مقدم وجیہ۔ صاحب ریاستہ وسیادہ کہ تمامی انصار میں مشہور تھے۔ خبر ماثور میں آیا ہے کہ قریش نے ہاتف سے یہ شعر سنا تھا۔ کہ اگر اسلام لائیں دونو سعد۔ تو محمد کو پھر مکہ میں خوف نہ رہیگا۔ قریش نے یہ سنکر گمان کیا کہ مراد اس سے سعد بن زید مناۃ ہے اور سعد بن ہذیم جو بنی قضاعہ سے تھا (اور مکہ میں مقیم تھے) لہذا جب دوسری رات ہوئی تو ہاتف کی یہ آواز آئی۔ ای سعد رئیس قبیلۂ اوس تم مددگار رہو۔ اور ای سعد قبیلۂ خزرج کے (یہی سعد بن عبادہ جنکا حال لکھا جارہا ہے) تم دونو اجابت کرو داعی اللہ کی۔ یہ سنکر قریش نے کہا کہ مراد اس سے سعد بن معاذ ہیں اور سعد بن عبادہ اور عمر کہتے ہیں کہ آنحضرت نے جنگ خندق میں انھیں دونو سعد سے مشورہ لیا جبکہ عیینہ بن حصین سے حضرت نے صلح کرنا چاہا کہ ثلث تمر مدینہ لیکر اپنے قبیلہ بنی غطفان کو واپس لے جاے۔ اُسنے کہا نہیں ہم نصف لینگے۔ تو حضرت نے انھیں دونو سعد سے مشورہ لیا نہ دوسرے لوگوں سے انصار سے کیونکہ سعد بن عبادہ سردار قبیلہ خزرج تھے اور سعد بن معاذ رئیس قبیلہ اوس۔ سعد بن

عبادہ نے انکار کیا بیعت ابوبکر سے اور نہ بیعت کی اُنکی۔ یہ اپنے غسل خانہ میں مردہ پائے گئے۔ اور تمام جسم انکا سبز ہو گیا تھا۔ انکی موت کسیکو معلوم نہ ہوئی جب ہاتف کا یہ شعر سنا کہ نحن قتلنا سید الخزرج سعد بن عبادہ ... تیر سے مارا سعد بن عبادہ کو تب جاکر لوگوں کو معلوم ہوا۔

ان حالات سے بخوبی ظاہر ہے کہ کیسے اکابر صحابہ ہیں کہ صرف بدری صحابہ نہ تھے بلکہ نقیب تھے اور حضرت انسے مشورہ لیا کرتے۔ تو پھر اُنکا طرز عمل کیونکر قابل قبول نہ ہوگا جو نہ شریک بیعت ابوبکر ہوئے نہ اُنکے پیچھے نماز پڑھتے نہ اُن کی جماعت میں شریک ہوتے۔

اگر ہر فاسق و فاجر کے پیچھے نماز درست ہوتی تو اُنہوں نے خلیفہ اول کی اقتدا کیوں ترک کر دی تھی جب صاف ظاہر ہے کہ اُسوقت تک یہ مسئلہ مسلم الثبوت تھا کہ غیر عادل کے پیچھے نماز درست نہیں۔ اسیوجہ سے چونکہ حضرت سعد بن عبادہ نے بوجہ قبضہ خلافت ابوبکر صاحب کو ساقط العدالہ سمجھا تو اُنکی اقتدا ترک کر دی کہ ایسا شخص قابل امامت نہیں ہے۔

دوسرے صحابی ابو قتادہ انصاری ہیں جنہوں نے خالد بن ولید کے ساتھ شرکت قتال پر عہد کیا تھا کہ اب کبھی انکے ساتھ شریک جنگ نہ ہونگے کیونکہ خالد نے مالک بن نویرہ کو ناحق قتل کیا تھا چنانچہ تاریخ طبری میں ہے۔ وکان ممن شھد لمالک بالاسلام ابو قتادہ الحرث بن ربعی اخو بنی سلمہ وقد کان عاھد اللہ الا یشھد مع خالد حربا ابدا بعدھا۔

یعنی جن لوگوں نے اسلام مالک بن نویرہ کی گواہی دی تھی منجملہ اُنکے ابو قتادہ انصاری بھی تھے جنہوں نے اسکے بعد عہد کیا تھا خدا سے کہ اب کبھی خالد بن ولید کے ساتھ کسی لڑائی میں نہ شریک ہونگے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ عہد اسی

غرض سے تھا کہ اگر شریک جنگ ہونگے تو خالد کے پیچھے نماز پڑھنی ہوگی کیونکہ یہی
قاعدہ تھا جو لشکر کا سردار ہوتا وہی امامت جماعت بھی کرتا اسی وجہ سے ابو قتادہ
نے عہد کیا۔ ورنہ محض جنگ تو ایسی چیز نہیں ہے جسکے نسبت یہ عہد کیا جاے کہ
فلاں کی ہمراہی میں جنگ نہ کرینگے۔
تیسرے جمہور صحابہ کا وہ طرز عمل ہے جو حضرت عثمان کے ساتھ کیا گیا کہ سب نے انکے
پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیا اور اقتدا انکی ترک کی جسکا اعتراف خود مخاطب کو بھی ہے
آخر وجہ ترک اقتدا کیا تھا یہی نہ کہ صحابہ آپکو عادل نہیں سمجھتے تھے جس سے سب نے
انکی اقتدا ترک کی۔
اس واقعہ کی تفصیل تو طولانی ہے مگر ایک مختصر واقعہ یہاں لکھا جاتا ہے کتاب الامامہ
والسیاسہ ابن قتیبہ میں ہے قال وذکروا ان عثمان لما منع الماء صعد علی
القصر واستوی فی اعلاہ ثم نادی این طلحۃ فاتاہ فقال یا طلحۃ
اما تعلم ان بئر رومۃ کانت لفلان الیہودی لایسقی احدا من
الناس منہا قطرۃ الا بثمن فاشتریتہا باربعین الفا فجعلت رشائی
فیہا کرشاء رجل من المسلمین لم استاثر علیہم قال نعم۔ قال فہل
تعلم ان احدا یمنع ان یشرب منہا الیوم غیری لم ذلک قال لانک
بدلت وغیرت قال فہل تعلم ان رسول اللہ قال من اشتری
ھذا البیت وزادہ فی المسجد فلہ بہ الجنۃ فاشتریتہ بعشرین الفا
وادخلتہ فی المسجد قال طلحۃ نعم قال فہل تعلم الیوم احدا یمنع فیہ
من الصلاۃ غیری قال لا قال لم قال لانک غیرت وبدلت ثم
انصرف عثمان وبعث الی علی یخبرہ انہ منع من الماء ویستغیث
بہ فبعث الیہ علی بثلاث قرب مملوۃ ماء فما کادت تصل الیہ

ص ۶۴

فقال طلحۃ ما انت وھذا وکان بینھما فی ذالک کلام شدید

یعنی جب عثمان پر پانی بند کیا گیا تو وہ بالاے قصر چڑھے اور بہ آواز بلند کہا طلحہ کہاں ہے؟ طلحہ آئے۔ تو کہا تم جانتے ہو کہ چاہ رومہ فلاں یہودی کے پاس تھا جو بغیر قیمت لئے کسیکو پانی پینے نہ دیتا تھا۔ میں نے اُسے چالیس ہزار پر خریدا اور اُس میں اپنا حصہ بھی وہی مقرر کیا جو سب مسلمانوں کا ہے۔ اب تم جانتے ہو کہ اُس سے سب پیتے ہیں ایک صرف ہم محروم ہیں کیوں؟ طلحہ نے کہا اس وجہ سے کہ تم نے تغیر کیا اور تبدیل دیا (شریعت کو) عثمان کہا یہ بھی معلوم ہے کہ حضرت نے فرمایا تھا جو شخص اس مکان کو خریدے اور داخل مسجد کرے تو وہ داخل جنت ہو گا میں نے اسے بیس ہزار پر خریدا اور داخل مسجد کیا طلحہ۔ ہاں۔ عثمان۔ یہ بھی جانتے ہو کہ آج اس میں سب نماز پڑھ رہے ہیں صرف ہم ہی محروم کئے گئے ہیں۔ یہ کیوں؟ طلحہ نے کہا اسوجہ کہ تم نے تغیر دیا اور تبدیل کیا۔ اسکے بعد عثمان وہاں سے ہٹ آئے اور حضرت علی کے پاس فریادی ہو کر کہلا بھیجا کہ پانی بند کر دیا ہے تو حضرت علی نے تین مشک پانی بھجوایا جس پر طلحہ سے سخت گفتگو ہوئی۔

اس عبارت سے بصراحت تمام ظاہر ہے کہ جمہور صحابہ نے جنکے سرغنہ طلحہ تھے اسوجہ سے نماز سے روکا کہ عثمان نے شریعت نبوی میں تغیر و تبدل کیا تھا۔ پھر فاسق و فاجر کی اقتدا کیونکر جائز ہو سکتی ہے کیونکہ جمہور صحابہ کی یہی راے تھی امامت فاسق جائز نہیں طلحہ و زبیر اور سائر صحابہ کو عثمان صاحب کے ساقط العدالہ ہونے پر ایسا یقین تھا کہ اس واقعہ کے بعد بھی اُنکا وہی کلام تھا جو پہلے تھا۔ چنانچہ اُسی کتاب الامامۃ والسیاسۃ میں ہے وذکروا انہ لما کان فی الصباح اجتمع الناس فی المسجد وکثر الندم والتاسف علی عثمان رحمہ اللہ وسقط فی ایدیھم واکثر الناس علی طلحہ والزبیر واتھموھما بقتل عثمان فقال الناس لھما ایھا الرجلان

قد وقعتما فی امر عثمان فخليا انفسكما فقام طلحة فحمد الله واثنى عليه ثم قال ايها الناس انا والله ما نقول اليوم الا ما قلناه امس ان عثمان خلط الذنب بالتوبة حتى كرهنا ولايته وكرهنا ان نقتله وسرنا ان يكفا وقد كثر فيه اللحاج وامره الى الله ثم قام الزبير فحمد الله و اثنى عليه ثم قال ايها الناس ان الله قد رضى لكم الشورى فاذهب بها الهوى وقد تشاورنا فرضينا عليا فبايعوه واما قتل عثمان فانا نقول فيه ان امره الى الله وقد احدث احداثا والله وليه فيما كان منه

یعنی قتل عثمان کے دوسرے روز سب جمع ہوا اور ندامت و افسوس کرنے لگے۔ اور سب کا ہجوم طلحہ و زبیر پر تھا کہ انھیں دونوں نے قتل کیا عثمان کو پھر لوگوں نے کہا اے دونو آدمی تم ہی نے عثمان کے بارے میں اتنی کاوش کی تھی اب تم دونو اپنی رائے ثابت کرو۔ طلحہ نے کھڑے ہوکر بعد حمد و نعت کہا ایہا الناس ہم قسم خدا کی آج بھی وہی کہینگے جو کل کہا تھا۔ کہ عثمان نے گناہ کو مخلوط کیا توبہ کے ساتھ یہانتک کہ ہمنے کراہت کی۔ اور کراہت کی اُنکی ولایت سے۔ اور مکروہ سمجھا اُنکے قتل کو اور خوش ہوے اس سے کہ دوسرے نے کفایت کی۔ اب تم لوگ اُنکے بارے میں بہت کچھ کلام کرنے ہو حالانکہ امر اُنکا حوالہ بخدا ہے۔ پھر زبیر کھڑے ہوا اور کہا کہ خدا راضی ہوا شورے سے اور ہم لوگوں نے باخود ہا شورے کیا بس راضی ہوے علی پر۔ اب اُنکی بیعت کرو لیکن قتل عثمان بس اُنکے بارے میں ہم کہتے ہیں کہ امر اُنکا حوالہ بخدا ہے۔ اُنہوں نے بہت سی بدعتیں کیں خدا اُنکا ولی ہے اُس میں جو ہوا

ہماری غرض اس تحریر سے صرف اسیقدر ہے کہ اُس زمانہ میں بعد قتل بھی کسی صحابی نے ان طلحہ و زبیر سے نہ اپنی ندامت ظاہر کی نہ یہ کہا کہ فعل ناجائز ہوا بلکہ اُن کو

واجب القتل ہی سمجھتے رہے۔ پھر کیونکر اُنکی اقتدا کرتے اور امام بناتے۔

پنجم تھے اُن صحابہ کا طرزِ عمل آپکے پیش نظر ہونا چاہیے جنھوں نے جناب امیر کی بیعت نہ کی اور ہر امر میں حضرت سے علحدہ رہے۔ اس میں عبداللہ بن عمر۔ سعد بن ابی وقاص محمد بن مسلمہ انصاری اور بہت سے صحابہ داخل تھے۔ آخر اُنکی علحدگی کا باعث کیا تھا بجز اسکے کہ بخیال اہل سنت وہ لوگ حضرت کو اسکا اہل نہیں سمجھتے تھے۔ پھر اتنے صحابہ کے مقابلہ میں آپکا یہ حکم کہ ہر فاسق و فاجر کی اقتدا جایز ہے کیونکر صحیح ہو سکتا ہے جناب امیر المومنین علیہ السّلام نے جو اپنے ان مخالفین کی نسبت فرمایا ہے چونکہ بہت مختصر لفظوں میں حضرت نے سب کی حالت بیان کر دی ہے لہٰذا اُسکا بیان ضروری ہے کتاب الامامہ والسیاسہ میں ہے فانصرف عمار الی علی فقال لہ علی دع ھولاء الرھط اما ابن عمر فضعیف واما سعد فحسود وذنبی الی محمد بن مسلمہ انی قتلت اخاہ یوم خیبر مرحب الیھودی صفحہ ۹

یعنی جب حضرت عمار ان لوگونکو سمجھا بجھا کر واپس آئے تو حضرت علی نے کہا چھوڑ دو ان لوگونکو۔ ابن عمر ضعیف ہے سعد بن ابی وقاص حاسد ہے۔ اور محمد بن مسلمہ کی خدمت میں میرا یہی قصور ہے کہ مینے اُسکے بھائی مرحب یہودی کو خیبر میں قتل کیا۔

اِس کلام سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ حضرات اہل سنت کے صحابہ کبار کس درجہ ایمان کے تھے کہ چونکہ حضرت نے مرحب کو بروز خیبر قتل کیا تھا۔ اُسکے بھائی محمد بن مسلمہ کو حضرت سے ایسی عداوت ہو گئی تھی کہ تمامی مہاجرین وانصار کی بیعت پر بھی وہ راضی نہ ہوا کہ حضرت کی بیعت کرے۔ اسی سے اہل سنت سمجھ سکتے ہیں کہ صحابہ کو حضرت سے کیوں عداوت تھی اور کیوں محروم کیا۔؟

اگر خیال اختصار نہ ہوتا تو میں ایک ایک صحابی کے اُن بزرگونکا نام لکھتا جنھیں

جناب امیر نے بحمایت اسلام قتل کیا اور اُنکے اعزا کل صحابہ حضرت کے مخالف ہو گئے۔ اور یہی وجہ عداوت اہل سنت ہے جناب امیر کے ساتھ کہ حضرت قاتل کفار تھے اور یہ لوگ طرفدار کفار و اشرار۔

پانچویں عبد اللہ بن زبیر صحابی کے حالات بغور پڑھئے کہ انہوں نے یزید یوں کی جماعت سے کسطرح علحدگی کی کہ نہ جماعت میں شریک ہوتے نہ حج میں پس اگر امامت فاسق جایز ہوتی تو کیوں وہ جماعت سے علحدہ ہوتے

یہیں سے اسکی وجہ بھی معلوم ہوئی کہ جن صحابہ نے فاسقین کی اقتدا کی اگر وہ ایمان دار تھے تو بدرجہ مجبوری یہ امر اُنسے سرزد ہوا جسے شیعہ تقیہ کہتے ہیں اور اہل سنت نفاق تو بہر طور اُس سے استدلال نہیں ہو سکتا۔

(باقی باقی)

آریونکے اعتراضات کا ماخذ

مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد — وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

یہ ایک تاریخی واقعہ ہے کہ زمانہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اسلامی دنیا میں ابتری پھیل گئی۔ پھوٹ کا چرچا ہوا۔ اور ہر ایک کو نفسا نفسی پڑ گئی۔ مہاجر کہتے تھے ہم سے امیر ہو۔ انصار کہتے تھے۔ ہم میں سے۔ کوئی کہتا تھا کہ ایک ہم سے ہو اور ایک تم سے۔ تیسرے نے کہا بھائی سے خلل خدائی میں پڑتا جو دو خدا ہوتے۔ جب دو خدا ونکا ایک قلمرو میں رہنا باعث فساد ہے تو دو امیر و نکا گذر کیسے ہوتا۔ آخر جسکی لاٹھی اسکی بھینس دھینگا مشتی سے حضرت ابو بکر امیر مقرر ہوئے۔ بس پھر تو کیا تھا تخم خود غرضی بویا گیا۔ اور بقول سعدی سے

خشت اول چون نہد معمار کج — تا ثریا می رود دیوار کج

کاش یہ اس امارت کو محض ایک دنیاوی امارت ہی رکھتے لیکن ساتھ ہی اسکے انھوں نے دین میں بھی امارت کی ڈینگ بجائی۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ طرح طرح کی قابل اعتراض باتیں پیدا ہو گئیں بنامیہ کی سلطنت کے بعد سدیٰ۔ قتادہ جبائی اور حسن بصری وغیرہ مسند آرائے تفسیر نظر آئے۔ مسند فقہ پر ابو حنیفہ۔ مالک وغیرہ جلوہ گر ہوئے۔ حدیث پر بخاری وغیرہ نے سکہ جمایا۔ اور جسطرح دنیاوی امارت خاندان رسول سے جدا کر لی تھی۔ اسیطرح دینی حکومت بھی اپنے ہاتھوں میں لی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ امتِ محمدیہ بالکل متفرق ہو گئی۔ اور ان مفسروں۔ فقیہوں۔ محدثوں اور مورخوں نے وہ قابل اعتراض باتیں اپنی کتابوں میں درج کیں جس سے آج اسلام جیسا پاک مذہب مخالفین اسلام کا مورد طعن بن رہا ہے۔ رسول پاک کی ذات کی نسبت طرح طرح کے قابل اعتراض امور منسوب کئے لئے۔ رسول تو کیا۔ بلکہ خود خدا بھی ان سے نہ بچا۔ چنانچہ ہم ذیل باحسن الوجوہ ثابت کرینگے۔ کہ آریوں نے اسلام پر جتنے اعتراضات کئے ہیں ان سب کا ماخذ کتب اہل سنت ہی ہیں۔ کیا سواد اعظم کے کثیر مسلمان خصوصاً اڈیٹران النجم۔ کوزن گزٹ اور اہلحدیث اسی لئے اس مذہب کی حمایت کر رہے ہیں کہ اس سے اسلام بدنام ہو۔ اڈیٹر اہلحدیث جو آریوں سے ہمیشہ برسر پرخاش رہتے ہیں۔ یہ اچھی طرح جانتے ہونگے کہ انکو کتنی مشکلوں کا سامنا پڑتا ہے جنکو انھوں نے بارہا اپنے مواعظ میں بھی بیان کیا ہے۔ کیا کریں گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل۔ آریونکے مقابلے میں انھوں نے چند تاویلات کی تھیں۔ جن پر فوراً علماء اسلام کیطرف سے کتاب اربعین میں کفر وارتداد کے فتوے شائع ہو گئے۔ اب ہم ذیل میں آریونکے اعتراضات اور انکے ماخذ بیان کرتے ہیں۔

خدا پر اعتراضات

(اسلامی خدا جسم رکھتا ہی خدا کے پنڈلی ہو - تفسیر معالم التنزیل مطبوعہ مطبع حیدری واقع بمبئی ۱۲۹۵ھ کے صفحہ ۳۰۹ - قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول یکشف ربنا عن ساقہ فیسجد لہ کل مومن و مومنة ویبقی من کان یسجد فی الدنیا ریاء وسمعة فیذہب یسجد فیعود ظہرہ طبقا واحدا قولہ عزوجل ویدعون الی السجود فلا یستطیعون یعنی الکفار والمنافقین یصیر اصلابھم کصیاصی البقر فلا یستطیعون السجود- ترجمہ محمد صاحب سنا گیا ہو کہ اس روز پروردگار ہمارا اپنی نورانی پنڈلی کھولیگا- اور اسکو سجدہ کرینگے ہر مومن مرد اور عورت اور باقی مرد اور عورت جنھوں نے دنیا میں ریائی سجدہ کیا ہے وہ مکار سجدہ نہ کرسکینگے- اور پشت انکی یک پارہ ہو جائیگی اور حدیث میں ہو کہ پشت کافر اور منافق کی مانند سروں گاؤ کے ایک مہرہ ہو جائیگی پس سجدہ نہ کرسکینگے- مشکوٰۃ شریف کے باب الحشر میں بحوالہ آیت یوم یکشف عن ساق کے لکھا ہی کہ یکشف ربنا عن ساقہ فیسجد لہ کل مومن و مومنہ یعنی رب ہمارا ساق اپنی کھولیگا پس ہر مومن اور مومنہ اسکو سجدہ کرینگے- شاہ ولی اللہ صاحب اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ حشر کے دن مسلمانوں کے پاس پروردگار آئیگا- جس صورت میں نہ پہچان سکینگے اور خدا فرمائیگا میں تمھارا رب ہوں- میرے ساتھ آؤ- کہینگے نعوذ باللہ ہمارا رب آویگا تو ہم پہچان لینگے- فرمائیگا کچھ نشان اسکا جانتے ہو- کہینگے جانتے ہیں ہم- پھر ظاہر ہوگا انکے پہچان کے موافق اور پنڈلی کھولیگا تو سجدہ میں گریں گے جو سچی نیت سے سجدہ نہ کرتا ہوگا- اسکی پیٹھ نہ مڑیگی وہ الٹا سجدہ کریگا۔

آریہ مسافر کار بیار ک۔ اے ناظرین! اس آیت (آیت نہیں من گھڑت تفسیر کو مسلمان) کو توجہ کی آنکھ سے دیکھئے۔ خدا بے چون و چرا محمدیوں کو کہتا ہے کہ قیامت کے روز میں تمکو دیدار دونگا (دیدار خدا کے قائلو! ذرا غور کرو) اور تم نہیں مانوگے اور پھر میں تمہارے اصرار کرنے پر پنڈلی سے جامہ اٹھا کر بتلاؤنگا تب۔ تم سجدہ میں گروگے۔ جائے تعجب و حیرت ہے کہ خدا تعو بسبب زود رنجی کے جامہ سے باہر ہوا جاتا ہے اور نہیں شرماتا۔ انصاف کرو۔ کیا ایسی تعلیم الرحمٰن الرحیم کیطرف سے ہے؟ اور کیا ازنگار کے ساق سیمیں بھی موجود ہیں تکذیب براہین احمدیہ جلد اول و کلیات آریہ مسافر صـ ۲۴۳ مصنفہ لیکھرام پشاوری۔

قدم خدا۔ حدیث حتی یضع الجبار قدمہ فی النار۔ (ترجمہ) تا کہ جبار یعنی خداوند پاؤں آگ میں رکھے اور ایسا ہی مثنوی رومی میں ہے۔ صـ ۴۸ کلیات آریہ مسافر۔ نوٹ۔ معترض نے حوالہ کتاب حدیث نہیں دیا۔ غالباً یہ روایت مشکوٰۃ میں ہے۔ مختصر کیفیت وضع قدم کی یہ ہے کہ بعد از حساب جب اہل جہنم جہنم میں ڈالے جاوینگے تو جہنم کہیگا ھل من مزید۔ تو پھر خدا اپنا قدم جہنم میں ڈالیگا تو اسکی پیاس بجھے گی۔ واہ رے واضع حدیث! خوب گھڑت ہے۔ معترض یہ اعتراض کرنا بھول گیا کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں کا خدا دوزخی بھی ہے اور قرآن میں فرماتا ہے وقودھا الناس والحجارہ اعدت للکافرین تو اس سے خدا کا ناس اور حجارہ اور کافر ہونا ثابت ہوا۔

خدا کا ہنسنا اور کاک اور آخری دانتوں کا نظر آنا۔ دار قطنی نے لکھا ہے کہ جب خدا تعالیٰ بہشت کے درجوں کی بابت مسلمانوں سے بعد دکھلانے برہنہ ساق کے ذکر کریگا تب مسلمان کہینگے کہ یہ بات بطریق استہزا فرماتے ہو یہ سنکر اللہ تعو اسقدر ہنسنے لگا حتیٰ کہ اسکے کاک اور آخر کے دانت دکھلائی دینگے

خدا کا ہنسنا۔ مشکوۃ میں ہی کہ رسول اللہؐ ہنسے صحابہ نے کہا کہ ای رسول اللہ تو کیوں ہنسا۔ فرمایا کہ میں ہنسا بسبب ہنسنے پروردگار عالموں کے۔

مکان و گھر۔ حدیث ترمذی میں ہی کہ حضرت سے پوچھا گیا کہ پروردگار ہمارا کہاں تھا پہلے اس سے کہ اپنی خلق پیدا کرے۔ حضرت نے فرمایا کہ ابر باریک میں تھا اور ایسا ہی مشکوۃ میں ہی (صـ۴۶ جلد ۴)

خدا کا صعود و نزول۔ مشکوۃ میں ہی کہ جسوقت تہائی رات باقی رہتی ہی رب ہمارا طرف آسمان دنیا کے نزول کرتا ہی اور فرماتا ہی کہ کون ہی مجھے پکارے پس میں قبول کروں اور کون ہی کہ مجھ سے مانگے اور میں دوں اور مجھ سے بخشش چاہے اور اسے بخشوں۔ پھر اوپر چڑھ جاتا ہی۔ کلیات آریہ مسافر حصہ سوم صـ۴۸۱

ہمہ اوست اور تناسخ۔ مولوی جلال الدین رومی سوار مں الہیات میں فرماتے ہیں مستزاد

ہر لحظہ بشکلے آں بت عیار بر آمد	دل برد و نہاں شد
ہردم بلباس دگر آں یار بر آمد	گہ پیر و جواں شد
گاہے بدل طینت صلصال فرو شد	غواص معانی
گاہے ز تہ کہگل فخار بر آمد	زاں پس بدخاں شد
گہ نوح شد و کرد جہاں را بدعا غرق	خود رفت بکشتی
گہ گشت خلیل و ز دل نار بر آمد	آتش چوں جناں شد
یوسف شد و از مصر فرستاد قمیصے	روشن کن عالم
از دیدۂ یعقوب چو انوار بر آمد	تا دیدہ عیاں شد
حقا کہ وے آں بود کہ اندر ید بیضا	میکرد شبانی
در چوب شد و در صفت مار بر آمد	زاں فخر کناں شد

یونس شد و در بطنِ سمک رفت بدریا | از بہرِ طہارت
موسےٰ شدہ جویندۂ انوار بر آمد | بر طور رواں شد
برگشت دمے چند بریں روے زمین او | از بہر تفرج
عیسےٰ شد و بر گنبدِ دوّار بر آمد | تسبیح کناں شد
خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ | خود رند سبو کش
خود بر سرِ آں کوزہ خریدار بر آمد | بشکست و رواں شد
خود گشت صراحی و مے و ساغر و ساقی | خود بزم نشیں شد
خود زاں مے مست ببازار بر آمد | شور دل و جاں شد
ایں جلہ ہماں بود کہ مے آمد و مے رفت | ہر قرن کہ دیدی ؟
تا عاقبت آں شکل عرب دار بر آمد | دارا ے جہاں شد
منسوخ نباشد چہ تناسخ چہ حقیقت | آں دلبر زیبا
شمشیر شد و در کفِ کرّار بر آمد | قتالِ زماں شد
نہ نہ کہ ہموں بود کہ میگفت انا الحق۔ | در صورتِ منصور
منصور نبود آنکہ بر آں دار بر آمد | ناداں بگماں شد
رومی سخن کفر نگفتست و نہ گوید | منکر مشوید شوا
کافر شود آنکس کہ بانکار بر آمد | از دوزخیاں شد

ایک اور ولی کہتا ہے۔

روزے محمد یک شود روزے پلنگ و سگ شود
گہ اشتر بد رگ شود گہ نفی و الدین افترِیا

حضرت عطار فرماتے ہیں

خود پیمبر شد و پیام آورد گشت خود کافر و نمود انکار

خود کند ساز ہر گناہ کہ ہست   خود کند باز توبہ استغفار

صہ ۱۲۵ و ۱۲۶ کلیات آریہ مسافر حصہ اول

رسول پر اعتراضات

رسول پر شیطان کا تسلط اور آپ کا بتوں کی تعریف کرنا:-

تفسیر معالم التنزیل میں ہے قال ابن عباس و محمد بن کعب القرظی وغیرھما
من المفسرین لما رای رسول اللہ تولی قومہ عنہ وشق علیہ ما رای
من مباعدتھم عما جاءھم بہ من اللہ تمنی فی نفسہ ان تاتیہ من اللہ
ما یقرب بینہ و بین قومہ لحرصہ علی ایمانھم فکان یوما فی
مجلس بقریش فانزل اللہ تعالی سورۃ النجم فقراھا رسول اللہ حتی
بلغ قولہ افرایتم اللات والعزی و مناۃ الثالثۃ الاخری القی
الشیطان علی لسانہ بما کان یحدث بہ نفسہ و یتمناہ تلک الغرانیق
العلی وان شفاعتھن لترتجی فلما سمعت قریش ذالک فرحوا

ترجمہ ابن عباس و محمد بن کعب القرظی اور سوائے انکے جماعت مفسرین نے کہا ہے
کہ جب محمد صاحب نے دیکھا کہ انکی قوم قرآن کو تسلیم نہیں کرتی تو انھوں نے
اپنے دل میں تمنا کی کہ خدا کی طرف سے کوئی ایسی آیت قرآن میں نازل ہو
کہ جو ما بین انکے اور قوم کے دوستی پیدا کرے پس ایسا ہی ہوا کہ ایکدن محمد
صاحب مجلس قریش میں حاضر تھے کہ خدا نے سورۂ والنجم نازل کی پس رسول اللہ
نے اسے پڑھا جبکہ آپ اس سورۃ کے افرایتم الخ تک پہونچے شیطان نے
انکی زبان پر وہ بات ڈالدی جسکی وہ تمنا کرتے تھے یعنی یہ فقرہ تلک الغرانیق
العلی وان شفاعتھن لترتجی یعنی یہ بت بڑے بزرگ ہیں اور تحقیق انسے شفاعت
کا امید رکھنی چاہئے پس قریش یہ سنتے ہی خوش ہوئے۔

واضح ہو کہ اس قصہ کو جماعت کثیر مفسرین اہل سنت نے لکھا ہے جنکے نام ذیل میں درج ہیں

۱۔ کتاب قسطلانی المعروف بہ کتاب ارشاد الساری شرح صحیح بخاری جلد ۷ صفحہ ۲۹۳
(مطبوعہ نولکشور کانپور) مصنفہ شہاب الدین احمد بن محمد الخطیب القسطلانی المصری الشافعی

۲۔ تفسیر جلالین صفحہ ۴۵ جلد ثانی مطبوعہ کلکتہ مطبع احمدی ۱۲۵۹ھ

۳۔ تفسیر کشاف۔ النصف الثانی مطبوعہ کلکتہ ۱۲۷۶ھ صفحہ ۹۱۲

۴۔ تفسیر مدارک التنزیل بر حاشیہ حسینی جلد ۲ صفحہ ۹۶ مطبع احمدی ۱۲۸۰ھ

۵۔ تفسیر ابن مسعود بر حاشیہ تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۲۳۶

۶۔ تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۲۴۵ قسطنطنیہ

۷۔ درمنثور جلال الدین سیوطی۔

۷۔ تفسیر حسینی۔ ۸۔ مدارج النبوۃ عبد الحق دہلوی۔ ۹

۹۔ تحفہ اثنا عشریہ کید ششم۔ ۱۰۔ ابطال الباطل روزبہان۔

۱۱۔ مواہب لدنیہ شہاب الدین۔ ۱۲ مثنوی مولوی رومی

شاہ عبد العزیز نے لکھا ہے کہ شیطان پیغمبر کی صورت بنا آیا اور اسنے یہ کلمات کہے

قطب الدین خان لکھتا ہے کہ شیطان نے اپنی آواز مشابہ آواز پیغمبر بنائی اور یہ کلمات کہے

ہمنے بخوف طوالت ان سب کی عبارات کو نہیں لکھا۔ ان سے آپ ان کتابوں و انکے

مذہب کی حقیقت جان سکتے ہیں۔

عائشہ سے صحبت | تاریخ حبیب اللہ فصل ۳ صفحہ ۱۲۶ (مطبوعہ مطبع نولکشور ۱۸۸۱ء)

میں لکھا ہے کہ مرتے وقت حضرت کی روح نہیں نکلتی تھی بہت گھبرا رہی تھی آخر الامر

بی بی عائشہ کی جھوٹی مسواک چسوائی گئی تب روح نکلی اور یہی ذکر معارج النبوۃ

فی مدارج الفتوۃ رکن چہارم باب سیزدہم صفحہ ۳۳۳ میں ہے نصحت رسیدہ

از صدیقہ رضی اللہ عنہا کہ گفت درحالت نزع سر مبارک آں سرور در کنار من بود

عبدالرحمن بن ابی بکر درآمد و در دست او مسواک بود حضرت رسالت پناہ دراں نظر کرد چنانکہ من دانستم کہ آں مسواک رامی خواہد پرسیدم کہ یا رسول اللہ مسواک میخواہی بسر مبارک ارشاد فرمود کہ آرے ۔ مسواک از دست برادر خود بگرفتم و بآب دہن خود تر ساختم و باں حضرت دادم بتعجیل مسواک کرد و سر او بر سینہ من بود نظر بسقف خانہ می انداخت روح مبارکش بدارالبقاء رحلت کرد ۔ روضۃ الاحباب میں لکھا ہے و در سفر دو نوبت با عائشہ در دویدن مطابقت نمود بار اول عائشہ از وے در گذشت و نوبت دوم عائشہ فربہ شدہ بود آنحضرت از عائشہ در گذشت پس فرمود ھذا بذاک یعنی ایں سبقت در مقابل آں سبقت واقع شد کہ تو برگرفتہ بودی صفحہ ۱۴۹ حصہ سوم کلیات آریہ مسافر ۔

مدارج النبوۃ میں لکھا ہے رسولِ خدا فرمود بتحقیق آسان کردہ شد بر من موت زیرا کہ دیدم بیاض کف دست عائشہ را در بہشت و معلوم شدہ است کہ محبت عائشہ مر آنحضرت را در غایت مرتبہ کمال بود تا کہ صبر نمی توانست کرد از وے پس متمثل ساختہ شد عائشہ برائے وے در جنت تا آساں شود بر وے موت بجہت آں زیرا کہ زندگانی خویش را جماع محباں است ۔ کلیات آریہ مسافر صفحہ ۲۰۶

ناظرین ! ان حالات کو لکھکر آریہ مسافر نے دیانند کے حالات کے ساتھ مقابلہ کیا ہے ۔ افسوس ! یہ روز بد اسلام کو خانگی دشمنوں یا مار آستینوں سے پیش آیا جنہوں نے خیر خواہ اسلام بنکر اسطرح اسلام کو بدنام کیا ورنہ کجا رسول کی ذات عصمت مآب اور کجا یہ ناگفتہ بہ حالات

فرشتوں کی زناکاری

فرید الدین عطار بلبل نامہ ۔ مطبوعہ مطبع نولکشور کے صفحہ ۱۳ میں لکھا ہے

شنیدی قصۂ ہاروت و ماروت ۔ کہ بودند خادم درگاہ لاہوت

نہ اول بر فلک بودند فرشتہ
چو می خوردند فساد و خوں بکردند
چو زہرہ اسم اعظم بیاموخت
بخواند آں اسم را بر آسماں شد

شدن آخر چو دیو از غم سرشتہ
بہ زہرہ اسم اعظم را بدادند
در آتش یک سر مویش نمی سوخت
جہش دربان و مہرش پاسبان شد

منقول از کلیات آریہ مسافر۔

غرضکہ انھوں نے نہ خدا کو چھوڑا نہ رسول کو اور نہ ملائکہ کو یہ تھے مختصر اعتراضات جو آریوں نے کتب اہل سنت سے خدا۔ رسول اور ملائکہ پر کئے ہیں جن سے خدا جسم والا۔ رسول مسحور شیطان عیاش۔ عائشہ کی محبت میں دلدادہ اور ملائکہ زنا کار اور شرابی ثابت ہوئے۔

مسلمانو! خوف خدا کرو۔ ان عقائد سے باز رہو۔ ان کتابوں کو خیر باد کہو اگر تمہارا ایمان خدا۔ رسول اور ملائکہ پر ہے۔

ابو الصفا احمد علی امر تسری از لاہور چینیانوالی۔

خط فیلسوف الٰہی جناب سید مرتضیٰ صاحب نو ہروی بنام جناب مولانا سید علی اظہر صاحب دربارہ اصلاح کانفرنس امامیہ لکھنؤ

جناب فضائل مآب مولوی سید علی اظہر صاحب (دامت برکاتہم)

ایک مدت ہوئی کہ شرف مخاطبت والا سے محروم ہوں میرے ترک تقدیم کی وجہ یہ ہے کہ میں دنیا کے اشد مصائب و بلایا میں گرفتار تھا اور رہوں باایں ہمہ قومی بلکہ انسانی ہمدردی مجبور کرتی ہے کہ ایسے نازک وقت میں کبھی کچھ خیالات پریشاں اپنے ظاہر کروں

شیعہ کانفرنس لکھنؤ کے جناب سکرٹری (سید علی غضنفر صاحب) سے

میرے پاس مسودہ قانون اُسکا بغرض اظہار رائے ارسال فرمایا تھا چنانچہ میں نے
عین اضطراب و اضطرار کی حالت میں اس قومی خدمت کو اپنے آلام وشدائد کی کشاکش
میں انجام دیا اور جابجا اپنے اختلافات لکھکر اس گزارش کے ساتھ ارسال کر دئے
کہ اسکو انجمن میں پیش فرماکر موافق یا مخالف آراء سے مفصل اعلام فرمائے ابتک
پھر مجھے خبر نہ دی گئی کہ آخر اسکا کیا حشر ہوا اب پھر میں نے یاد دہی کی مگر کوئی جواب
معقول نہ آیا چونکہ وہ اختلافات میرے شائد جناب سکرٹری کی رائے کے موافق
نہ تھے لہذا میرا خیال ہے کہ نہ انکا اظہار ہوا ہوگا نہ اُسپر کوئی کارروائی فرمائی ہوگی بلکہ
غالباً اسی ناخوشی کی وجہ سے رپورٹ سالانہ کانفرنس بھی میرے پاس مرسل نہ ہوئی
حالانکہ یہاں عظیم آباد میں متعدد اشخاص کے پاس آئی میں نے یہ بھی عرض کیا تھا
کہ ۵ روپیہ ماہواری کا خرچ آپ اس انجمن میں فرماتے ہیں آپکو لازم تھا کہ
ممبروں کو اُسکی تفصیل سے مطلع فرماتے اسکا بھی کوئی جواب معقول نہ ملا بلکہ
یہ ارشاد ہوا کہ اب میں اس سکرٹری کی خدمت کو ترک کر دونگا یہ [illegible] ناخوشی کا
جملہ ہے بہرحال میرا قصور یہ ہے کہ میں نے چند فرائض سکرٹریٹ پر جناب ممدوح کو
متوجہ کیا تھا یہ ناگوار خاطر عاطر ہوا ہوگا جسکی معافی چاہتا ہوں اب رہا استعفا
ایک پیچیدہ مسئلہ ہے اسپر جناب سکرٹری صاحب کو اولاً خود غور لازم ہے کہ اگر اس بار
کا تحمل ان پر دشوار ہے تو استعفا بہترین تدابیر ہے دوسرا انگریزی داں سکرٹری
جو بی اے پاس ہو اور ہمدرد قوم بھی ہو مشخص ہونا مناسب ہوگا۔

اصل مسئلہ جسپر بالفعل خامہ فرسائی کی ضرورت داعی ہوئی وہ یہ ہے کہ میں نے
جناب سکرٹری صاحب کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ شاہ ایران کے کفر وزندقہ کا
رزولیوشن اپنی انجمن میں پاس کرکے بذریعہ حبل المتین ارکان پارلیمنٹ
کے پاس بھیجا جاوے یہ ملخص اُس تحریک کا ہے۔ اس پر جناب موصوف نے تحریر

فرمایا کہ شیعیان ہندوستان کو اس سے کیا بحث ہو باغیوں کو شاہ سزا دے رہے ہیں یہ اُنکی مصلحت ہے۔

میں نہایت افسوس کرتا ہوں کہ بمجبوری تمام مجھے جناب ممدوح کا اس رائے سے اختلاف کلی کرنا پڑا اور میں اس رائے کو کسی طرح وقعت کی نگاہ سے نہیں دیکھ سکتا۔

(اولاً) اگرچہ میں نے اپنے نیازنامہ میں بحوالہ حبل المتین دو ہفتہ قبل بعض مظالم شاہ صاحب لاسلمہ اللہ کا حوالہ دیا تھا سکرٹری صاحب کو لازم تھا کہ اُسپر غور فرماتے اور میری رائے کا وزن کرتے مگر اب اُسکے علاوہ حبل المتین مورخہ ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۲۶ ہجری کے بعض اقتباسات کو مختصراً و ملخصاً پہلے ترجمہ کرتا ہوں اسکے بعد اپنی رائے عرض کرتا ہوں خلاصہ ترجمہ تار برقیات مندرجہ اخبارات یورپ از حبل المتین ۲۳ ج ۱ سنہ رواں بجرائد اردو پارسیدہ

(طہران) ممبران و حامیان پارلیمنٹ نے فوج شاہی کا مدافعہ کیا جو توپ بندوق سے آگ برسا رہی تھی فوج شاہی نے قتل کثیر کے بعد شہر کو لوٹنا شروع کیا اور کوچہ و بازار میں ہر ایک بے گناہ کو خوب لخت کیا اور لوٹا محلات شہر کو خاطر خواہ لوٹا عمارات دارالشوریٰ کو یکسر تہ بیست و ویران توپوں سے کر دیا بلکہ جسقدر مکانات اس عمارت عالیشان کے گرد و نواح میں تھے سب لوٹے گئے اور زمین سے برابر کر دئے گئے

انجمن مظفریہ و انجمن آذربایجان کے لوگونکو توپوں کے منہ پر باندھ کر اُڑا دیا نائب دوم رئیس دارالشوریٰ آغا سید عبد اللہ و سید محمد مجتہدین ایک بڑی جماعت ارکان و اعیان دارالشوریٰ و اڈیٹران اخبار کو گرفتار کر لیا اور (۳۰) آدمیونکو اُسیوقت باخبر بحیر کر دیا یہ تمام فوج شاہی زیر فرمان کرنل لیاکوف روسی تھے۔

از وقائع نگار نیویارک ہیرلڈ امریکا از طہران۔

کلہ جدید ۲۰ آدمی شاہ نے گرفتار کیے ملک المتکلمین واعظ اور جہانگیر خاں اڈیٹر اخبار
(صور اسرافیل) کو دربار شاہی میں پھانسی دیگئی باقی اسیروں کو تازیانہ اور چوب کی
سزا جو ایران میں جاری ہے دی گئی۔
ظہیر الدولہ حامی رعایا و پارلیمنٹ کا گھر آج توپ سے بحکم شاہ اُڑا دیا گیا اُسکا اسباب
بھی خوب لوٹا گیا اور دو شخصوں کو اُس گھر میں سے گرفتار کر لیا خانۂ خدا مسجد بھی بحکم
شاہی توپ سے اُڑائی گئی اِس مسجد کو خاک سے اسطرح برابر کیا ہے کہ اُسکا ڈھیر اینٹ
و پتھر و مصالح کا دیکھ کر انسان کا دل دکھتا ہے کیونکہ یہ مسجد نہایت عمدہ عمارات
طہران سے تھی جسکو صدر اعظم میرزا حسین خاں مرحوم نے بڑے اہتمام سے بنایا تھا
اور اسکو جھل چراغ و جھاڑ و شیشہ آلات قیمتی سامان وغیرہ سے مزین کیا تھا اس مسجد
کے اطراف میں بہت ہی عمدہ مکرے طلاب کے لئے بنائے گئے تھے عمارت پارلیمنٹ بھی
اُسی صدر اعظم کی تھی وہ بھی مشہور ترین عمارات طہران سے شمار کیجاتی تھی جسکو
خاک میں ملا دیا جنگ درمیان حامیانِ دار الشوریٰ و فوج شاہی ۳ گھنٹہ تک
رہی اسکے بعد فوج شاہی قزاق نے دو گھنٹہ تک ہم غریب عایا پر گولہ باری کی۔
حسب ذیل اخبار ٹائمس لندن کو طہران سے تار برقی دیگئی اس قتل و غارتگری
فوج شاہی میں جس قدر خسارہ اہل طہران کا ہوا اسکا تخمینہ نہایت دشوار ہے
شاہزادہ ظل السلطان کی عمارت عالیشان جو بحکم شاہی گرائی گئی توپ سے اُڑائی گئی
اسکا نظارہ نہایت حسرت انگیز تھا یہ منظر ایسا تھا جس سے غارتگری تاتاریوں کی
خبر ملتی تھی اور صاف دلیل وحشت کی تھی صرف ظل السلطان کا نقصان
دو لاکھ لیرا سے زیادہ تخمینہ کیا گیا ہے۔
جہانگیر خاں اڈیٹر اخبار (صور اسرافیل) کیا اس معرکہ دارو گیر میں فوج شاہی
گرفتار کرکے بیجان بحضور شاہ لائے آغاز گرفتاری سے جبتک کہ اُس میں

رہنے تک جان باقی تھی بے دون خوف و خطر بکمال جرات و بہادری یہ کلمات اُسکی زبان پر
جاری تھے پاینده باد مشروطہ (سلطنت جمہوری) (مرگ بشخصی) (برباد باد مکر و
خدعہ) اُسکے قتل کا حکم بادشاہ نے دیا جب وہ قتل کیا گیا تو حکم شاہی سے اُس کی
نعش ٹکڑے ٹکڑے کر دی گئی۔

قیدیان پارلیمنٹ و حامیان پارلیمنٹ کی حالت قیدیان کربلا سے زیادہ ترقت
انگیز تھی اور لوگوں کا سلوک قیدیان آل پیغمبر سے بنسبت شاہ اور درباریوں کے
بہتر اور رحم و مروت سے قریب تر تھا میں نے دیکھا کہ آقا سید عبداللہ بہبہانی
و آقا سید محمد طباطبائی و آقا میرزا قاسم امام جمعہ خوئی (جو مشاہیر علما ایران سے
تھے) حسب حکم شاہی اسیر پنجہ ظلم سپاہیان خونخوار اسطرح تھے کہ ان علما کی ریش مبارک
اُکھاڑ لیا تھا اور انکے اعضاء شکستہ کر دیے تھے خون اُن کے اعضاء و چہرے سے جاری تھا
کشاں کشاں یہ لوگ دربار شاہی میں لائے گئے بادشاہ نے جن نا سزا کلمات سے ان علما سے
کلام خطاب کیا اُسکو نہ کوئی سن سکتا نہ کوئی اُسکو بیان کر سکتا نہیں اُن شاہی فحش گالیوں کی
حکایت کر سکتا جبرالانیہ بادشاہ نے ان علما کو دیں اُسوقت حاجی ملک المتکلمین کو جو اپنی
حسن تقریر او فن وعظ و خطابت میں بے نظیر تھا اور بہت بڑا حامی پیشوا پارلیمنٹ کا
تھا ایسی حالت زارت بادشاہ کے سامنے پیش کیا کہ میں اُسکے بیان سے عاجز ہوں وہ نیمجان
ساہو گیا تھا اُسی حجرے میں اُسکو پھانسی کا حکم دیا گیا جب وہ قریب جانبحق ہو گیا تو اُسکے
بدن کے ٹکڑے ٹکڑے حسب حکم شاہی کر دیے گئے اور اُسکی لعش کے ٹکڑے کتوں کو دیے گئے جسکو
انھوں نے خوب کھایا۔

شاہ کے اس ظلم بیجا نے تمام ایران کی نفرت و عداوت قلبی اُس سے دوبالا کر دیا ہے اور تمام علما اس
سے مایوس ہو گئے ہیں اس ظلم و ستم نے خود شاہ ہی پر بھی برا اثر ڈالا ہے اور وہ بھی قلباً شاہ سے منحرف ہو گئی ہیں
رعایا شاہ کو معزول کر کے ظل السلطان کو مالک تخت و تاج شاہی کرنا چاہتی ہے مگر روس و انگریز
اسپر راضی نہیں ہیں بلکہ سخت مخالف اس رائے کے ہیں (باقی آئندہ

اصلاح جناب فخر الملک دام ظلہ کا جواب شاید بعد تمام تحریر شایع ہو مگر میرا فرض ہے کہ عرض کروں اگر اس تحریر کی اطلاع قبل سے ہوتی تو سکرٹری صاحب سے دریافت کرتا پھر ضرورت ہوتی تو پبلک میں پیش کرتا۔

بہرحال چونکہ وہ اختلافات معلوم نہیں جو آپنے اصل مسودہ قانون کانفرنس پر کئے لہذا میں کچھ کہ نہیں سکتا کیونکہ غالباً وہ اختلافات مرکزی کمیٹی میں پیش ہوئے ہونگے اور جو قابل اخذ ہونگے ضرور لئے گئے ہونگے۔

ہر شخص کو اوس رسے کے نتیجہ سے مطلع کرنا شاید مشکل ہو۔ اسیواسطے ضرورت ہے کہ ممبران مرکزی کمیٹی حضور اوسکو طے کریں۔

ہاں صد ماہانہ اخراجات کانفرنس کی نسبت ہر ممبر کو حق ہے کہ اوسکی تفصیل دریافت کرے مگر جبکہ یہ بات مرکزی کمیٹی سے طے ہوگئی تو اوسمیں زیادہ کاوش کی ضرورت نہیں کیونکہ اگر کچھ پس انداز ہوگا تو جمع رہیگا۔

فرائض سکرٹری بیشک بہت اہم ہیں۔ مگر چونکہ منظوری کانفرنس ایک سال کیلئے مقرر ہوچکے ہیں لہذا جلسہ کانفرنس دوم دیکھنا چاہئے کیونکہ فرائض انجام پاتے ہیں اور بغیر جلسہ ثانیہ کانفرنس تبدیلی بھی تو ناممکن ہے۔

با تکفیر شاہ ایران کا مسئلہ درحقیقت خارج از موضوع ہے اور اگر اسکا موقع ہے تو آیندہ کانفرنس میں نہ انجمن یا مرکزی کمیٹی ہیں۔

غرض کانفرنس کو ابھی بالکل ابتدائی حالت میں سمجھکر اوسپر بار دینا چاہئے اور وہ کام کرنا چاہیے جس سے قوم کو نفع ہو۔

سکرٹری صاحب کا یہ جواب کہ شاہ اپنے باغیونکو سزا دے رہے ہیں بیشک افسوسناک ہے حالانکہ اونکا جواب اسیقدر ہونا چاہئے کہ ہمارے اختیارات سے یہ مسئلہ خارج ہے کیونکہ کانفرنس کے اختیارات صرف انڈیا کے لئے ہیں نہ ممالک غیر کے لئے۔ اور سکرٹری تو صرف اونہیں احکام کا محکوم ہے جو کانفرنس سے صادر ہوں لہذا ابھی تعجیل غیر مناسب ہے۔

(اڈیٹر)

سائنس اور اسلام

(گذشتہ سے پیوستہ)

باب اوّل

نباتات کی روح کے بقا و فنا کا ثبوت عملی

قبل اسکے کہ ہم اس زمرہ کے افراد کا ادراک قوت برق پر بحث شروع کریں یہ ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ جو طریقہ ہم اوپر ادراک کا لکھا چکے ہیں وہ یہاں پر استعمال نہیں ہو سکتا کیونکہ نباتات کا ادراک ایسا واضح نہیں کہ کاغذ کی سطح پر اوس شیشہ کے عکس کی حرکت محسوس ہو سکے بلکہ بجائے کاغذ کے ہم اب یہاں سے **فوٹو گرافک پلیٹ**[1] لینگے جس پر اوس شیشہ کے عکس کی حرکت مثل نقش کے ہوتی جاتی ہے اور جو ایک خاص قسم کے کاغذ پر اوتار لیا جاتا ہے[2]۔ اور جو شکلیں اب پیش کیجاوینگی وہ کل اون حرکات کے فوٹو ہیں یعنی ادراک کی ایسی صحیح نقل ہے کہ جس میں سوائے حرکت کے اور کسی قسم کا فرق ہی نہیں۔

اب تک ہمارا سخن ادراک پر تھا لیکن اب ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ عدم ادراک میں اوس شئی میں مطابق کلیہ روح کے روح کا وجود نہیں رہتا۔ ہم روح کے متعلق غالباً کافی بحث کر چکے ہیں اور ناظرین نے یہ نتیجہ اخذ کر لیا ہوگا کہ اشیاء کا ادراک ہی ایسی چیز ہے کہ جسکے ذریعہ سے ہمکو روح کا پتہ لگ سکتا ہے لیکن حقیقت میں اگر کوئی شئی کسی خاص ترکیب سے ہمارے اصطلاح میں غیر ذی روح یا مردہ کر دی جاوے تو روح کے وجود کا ثبوت مکمل ہو جاویگا یہ ظاہر ہے کہ جیسے مختلف اشیاء ہیں مختلف روح ہیں اسیطرح سے اونکی موت کے اسباب بھی مختلف ہیں۔ اگر انسانکی موت کا طریقہ مرض یا زہر ہے تو پروانہ کے لئے شمع ہے۔ اگر شمع کے لئے باد صرصر ہے تو بلبل کیلئے گل ہے۔ اور اگر گل کیلئے خزاں ہے تو خزاں کے لئے بہار ہے۔ اگر بلندی کیلئے پستی ہے تو حدت کیلئے سردی ہے۔ اگر سمندر کے لئے پانی ہے تو مچھلی کیلئے خشکی ہے اور آگ کے لئے سمندر ہے تو سمندر کیلئے آگ غرض کہ قدرت نے ایسے مختلف اسباب رکھے ہیں کہ جنکے شمار میں ایک دفتر درکار ہے مگر تعجب اوسوقت ہوگا کہ جب ہم یہ دکھا وینگے کہ جس زہر سے انسان ہلاک ہو سکتا ہے اوسی سے پودے بھی فنا ہو جاتے ہیں اور ٹین لوہا پتھر وغیرہ بھی

[1] صحیح لفظ فوٹوگرافک پلیٹ ہے۔

[2] جو حضرات فن تصویر کشی عکسی سے واقف ہیں وہ سمجھ سکتے ہیں کہ شیشہ کا عکس نہایت آسانی سے ایک پلیٹ پر منتقل ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ انسان کی صورت اور پھر وہ کاغذ پر اتار لیا جا سکتا ہے۔

مردہ ہو جانیکا ثبوت دیتے ہیں۔

آگ ایک ایسی شئی ہے کہ انسان کا تو کیا ذکر لوہا اور پتھر بھی گل جاتا ہے اور ایک سرسبز پودے کی نازک شاخوں میں اگر گرم ہوا لگ جاتی ہے تو وہ اپنے دلفریب رنگ سے شکستہ خاطر ہوکر زرد ہو جاتا ہے اور شدت گرمی ہی یا تو جل جاتا ہے یا جیسا کہ عام زبان میں بولتے ہیں مرجاتا ہے۔

حدت موجب موت اب ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ ہماری معیار وجود روح سے یہ عام گفتگو کہاں تک صحیح ہے اور حقیقت یہ ہے کہ وہ پودا جسکو سخت حدت پہونچی ہے یا لوں لگجاتی ہے تو یہ ہمارے طریقہ سے بھی فنا ہو جاتا ہے۔ ہم ذیل میں دکھاتے ہیں کہ ایک چھوٹا سا آم کا پودا برقی قوت کا کیسی ادراک کرتا ہے اور وہی پودا ایک ظرف میں چند منٹ کیلئے رکھ دیا گیا کہ جو نہایت گرم تھا اور جسکے اندر کی ہوا لوں سے بھی زیادہ گرم تھی تو پودا فوراً مرجھا جاتا ہے اور اوسکا سبز رنگ ایسا زرد ہو جاتا ہے کہ اگر ذرا غور سے دیکھا جائے تو صاف زردی نمایاں ہو گی اور جب پھر اوس میں برقی قوت پہونچائی گئی تو اوس میں قطعی کسی قسم کا ادراک ہی باقی نہیں رہتا اور نہ بعد ازاں اوس میں کسی وقت میں کسی قوت کا ادراک ہو سکتا ہے (شکل نمبر ۳ ملاحظہ ہو) شکل سے صاف ظاہر ہے کہ جب برقی قوت پودے میں پہونچائی گئی تو اوسنے ادراک کیا۔

شکل نمبر ۳
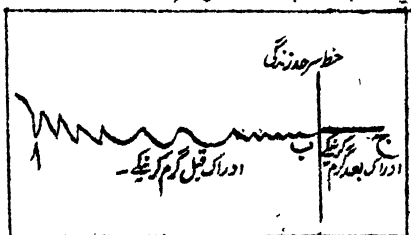
اور اوس حرکت کی تصویر بجنسہٖ شکل میں ا سے ب تک ظاہر کیگئی ہے مگر جب وہ پودا نہایت گرم ہوا میں رکھا گیا اور بعد اوسکے اوس میں برقی قوت کا ادراک دیکھا گیا تو اب کسی قسم کا ادراک ہی نہیں ہوتا اور اب صرف ایک سیدھا خط تصویر میں ب سے ج تک بنا ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے

سلہ واضح ہو کہ طریقہ ادراک کے مشاہدہ کا قریب قریب وہی ہے جیسا شکل نمبر ۱ میں ظاہر کیا گیا ہے لیکن حرکت اس عکس کی فوٹو کے پلیٹ پر لی گئی ہے تاکہ اوسکی بالکل صحیح نقل آجاوے اور شکل نمبر ۳ بالکل صحیح نقل کاغذ پر پیش کیگئی ہے اور جو شکلیں نمبر ۳ کے بعد آوینگی وہ سب عن فوٹو گرافی کے ذریعہ سے لی گئی ہیں چنانچہ بجنسہٖ اصل ادراک کی نقل ہیں

کہ یہہ بالکل بے حس ہو گیا ہو اور ایک مستقیم خط جو شکل میں بنا ہے وہ زندگی کی سرحد کا خط ہے کہ اسکے بعد یہ پودا عالم ملکوت میں منتقل ہوتا ہے، اور ج پر پہونچکر بالکل مردہ ہو جاتا ہے۔

سردی موجب موت

اب موسم سرما میں یہ بھی عام گفتگو میں کہتے ہیں کہ فلاں کہیت کو پالے نے مار دیا یعنی فلاں پودا سخت سردی کی وجہ سے مردہ ہو گیا اور اوسکے نشو و نما کی امید بالکل جاتی رہتی ہے چنانچہ وہ مردہ ہو جاتا ہے اب اس موقع پر پھر ہم دکھانا چاہتے ہیں کہ ہمارا یہ کلیہ اس وقت بھی اپنی صداقت کا ثبوت دیتا ہے یا نہیں اور حقیقت یہہ ہے کہ یہی ایک حقیقی معیار ہے کہ جس سے انسان کسی شئی کے عدم یا وجود روح کے متعلق کوئی صحیح رائے قائم کر سکتا ہے ورنہ عقلی دلائل سے دنیا کے کتب خانہ ہی پڑے ہیں۔

شکل نمبر ۴

(شکل نمبر ۴ ملاحظہ ہو)[1]

ب ج
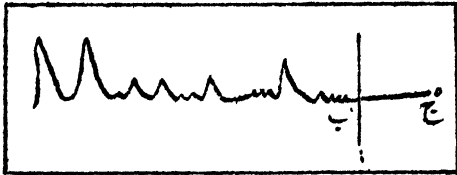
اب گل نرگس کی ایک شاخ میں برقی قوت کا ادراک دیکھا گیا تو اوسکی مختلف حالت ظاہر ہوئی اور اسے ب تک نشان ہی یہ خط مستقیم وہی زندگی کا آخر سرحد ہے۔ اسکے بعد یہہ شاخ چوبیس گھنٹہ تک برف کے اندر دفن کر دی گئی اور جب اس میں برقی قوت کا احساس دیکھا گیا تو اوس میں بالکل اسکا وجود نہ تھا جیسا کہ ادراک کی شکل ب سے ج تک ایک سیدھا خط بنا ہے اور حقیقت میں اب یہ شاخ مردہ ہو جاتی ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ وہ زردی اوسکے پتوں پر ایسی صاف ظاہر ہوتی کہ ایک دو فٹ کے فاصلہ سے نظر آتی ہے۔

یہاں پر باریک بین نظریں یہ اعتراض کر سکتی ہیں کہ اگر چند روز کے بعد اس شاخ کا ادراک دیکھا جاتا تو شاید پھر کوئی ثبوت روح کے وجود کا ملتا لیکن حکما نے سب سے پہلے اس پر غور کر لیا تھا اور بیس روز

[1] اس عمل کو لندن میں ایک فرانس کے مشہور حکیم نے سنہ ۱۹۰۳ء کے آخر میں کیا تھا اور اوسکے بعد دیگر حکما نے اوسکے عمل کی صداقت اپنی تحقیقات سے کی ہے جو شایع ہو چکی ہے۔

تک برابر اسکا امتحان کرتے رہے لیکن ہر بار اسکی وہی حالت نظر آئی کہ کسی قسم کا ادراک ہی نہ تھا یہانتک کہ وہ شاخ مرجھا کر خشک ہو گئی۔ شاید یہ بھی دلچسپی سے خالی نہو کہ مختلف حالت پودے کی عملی طور سے یوں دکھلائی جاوے کہ جس طرح سے حدت بڑہتی جاتی ہے پودے کا ادراک کم ہوتا جاتا ہے یہانتک کہ ایک خاص ڈگری پر پہونچ کر وہ ادراک بالکل باقی نہیں رہتا یعنی پودا مردہ ہو جاتا ہے ذیل کی شکل میں یہ حالت صاف طور سے واضح کر دی گئی ہے۔

(ملاحظہ ہو شکل نمبر ۵)

شکل نمبر ۵

۲۰ درجہ حدت
۳۰ درجہ حدت
۴۰ درجہ حدت
۵۰ درجہ حدت
۵۵ درجہ
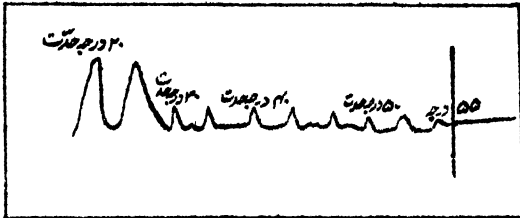
جب گرمی ۲۰ درجہ پر تھی تو ادراک کا خط بہت اونچا ہے جب ۳۰ درجہ پر پہونچی تو اوس سے نیچا ہو گیا اور جب ۴۰ درجہ پر پہونچی تو وہ خط اور بھی کم ہو گیا تھا یہانتک کہ ۵۵ درجہ پر پہونچکر ادراک کا خط بالکل سیدھا ہو جاتا ہے جیسا کہ شکل سے ظاہر ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اب یہہ فنا ہو گیا اور اسمیں کسی قسم کی روح نہیں ہے۔

زہر موجب موت

اب ہم یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ زہر کا پودے پر کیا اثر ہوتا ہے غالبًا اس سے ہر شخص واقف ہے کہ جب انگریزی اطبا کو کسی شخص کے ایسے عضو پر جراحی کرنا پڑتا ہے کہ جسکی تکلیف اوسکی قوت تحمل سے باہر ہوتی ہے اور خوف اوسکے ہلاکت کا ہوتا ہے تو اسے ایک شئی سونگھا کر بیہوش کر دیتے ہیں اور یہ عمل اسقدر نازک ہوتا ہے کہ اگر زیادہ حصہ اوسکا سانس کے ذریعہ سے خون میں ملجاوے تو اوس شخص کے باعث ہلاکت ہوتا ہے جسکے واقعات شاہد ہیں۔ اس شئی کا نام انگریزی میں **کلوروفارم** ہے یہ ایک ایسا زہر ہے کہ ہر جاندار کو ہلاک کر دیتا ہے

(باب دوم)

جمادات ۔ ٹین ۔ لوہا پتھر وغیرہ کے عدم وجود روح کا ثبوت عملی

ٹین

ہم بتا چکے ہیں کہ ہر شئی کیلئے مختلف زہر ہے جو اسکا باعث ہلاکت ہوتا ہے چنانچہ ٹین کیلئے سم قاتل ایک تیزابی مرکب ہے جسکا انگریزی نام اوکس ایلک ایسڈ ہے ۔

زہر باعث موت مثل سابق ٹین کے ایک ٹکڑے پر برقی قوت کا ادراک دیکھا جاتا ہے تو نہایت وضاحت سے ظاہر ہوتا ہے جو شکل نمبر میں ا سے ب نشان ہے لیکن جب اس ٹین کے ٹکڑے پر تھوڑا سا یہ زہر ڈالا جاتا ہے اور پھر اس پر عمل کیا جاتا تو قطعی کسی قسم کا ادراک نہیں ہوتا اور نتیجہ عمل ب سے ج تک ایک سیدھا خط ہے جو صاف ظاہر کر رہا ہے کہ اب ہمیں کسی قسم کا ادراک نہیں ہے
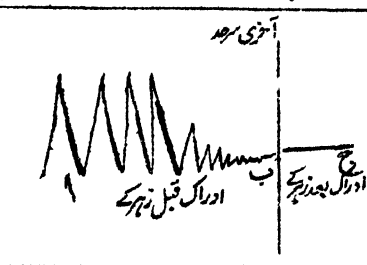
آخری سرحد
ا
ب
ج
ادراک قبل زہر کے
ادراک بعد زہر کے

اور یہ فنا ہو گیا یہ بھی عجیب بات ہے کہ بعد زہر میں ڈالنے کے ٹین کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہو کر خود بخود گر جاتے ہیں جس سے صاف ظاہر ہوا کہ اس زہر نے اسے مردہ کر دیا اور کسی قسم کی قوت کے ادراک سے قاصر ہے ۔ اسیطرح سے لوہے وغیرہ پر عمل کیا گیا اور نتیجہ بھی نکلا ہے لیکن ہم آخر میں پتھر کی حالت پر بحث کر کے دکھانا چاہتے ہیں کہ اسکے روح کی کیا حالت ہے ۔

زندگی کی سرحد
عالم ملکوت
ا
ب
ج
ادراک پتھر کا قبل زہر دینے
ادراک بعد زہر دینے
شکل نمبر

پتھر کا ادراک اور اوسکی موت
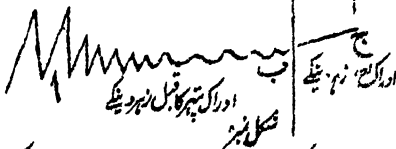
اب ہم پتھر کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا لیتے ہیں اور برقی قوت کا اثر دکھاتے ہیں ادراک کی شکل نمبر ا سے ب واضح ہو گئی ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں بھی

ایک قسم کی روح ہے اسکے لئے ایک دوسرا نہایت سخت تیزاب ہے اور جسکا انگریزی نام نائٹرک ایسڈ ہے
جب یہ نہایت تیز پتھر پر ڈالا جاتا ہے تو اسکا ادراک بالکل موقوف ہوجاتا ہے جسکی حالت ب سے ج تک شکل
نمبر میں ظاہر کی گئی ہے یہ بھی عجیب بات ہے کہ وہ خاص سختی اور سر پتھر کی نرمی سے مبدل ہوجاتی
ہے اور اگر زیادہ تیزاب ڈالا جاتا تو ایک ٹکڑا پتھر کو ایک ہاتھ سے بہت آسانی سے توڑ سکتے ہیں ہم
اختتام پر افسوس سے ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ ہم اس مختصر تحریر میں اون کل اصول پر مفصل بحث نہیں کر سکے
جسکے ملاحظہ سے ناظرین کو ایک گونہ اعتقاد ہوتا اگر ہم مفصل طریقہ سے ان اسباب پر بحث کرتے جن سے وہ
شکلیں جو فصل ۲ میں بھی ہیں کھینچی گئی ہیں تو ہر ایک اصول کیلئے ایک مختصر رسالہ لکھنا پڑتا اور اس
صورت میں مجھے تحریر موجودہ کی صورت بدلنا پڑتا اور حقیقت میں وہ ایک ضخیم انگریزی کتاب ہوگا ہوتا
جس میں نہ کوئی نوعیت تھی اور نہ خود مجھے اس قدر وقت کافی تھا کہ اسکی تکمیل کرتا لیکن اسقدر
ہم عرض کرونگا کہ یہ شکلیں خیالی نہیں ہیں بلکہ حکما انگلستان کی عملی تجربہ کے مشاہدہ ہیں جنپر
عمل ہم لوگ بھی کرسکتے ہیں اور ہم نہایت سے اس [illegible] ابھی ہی ہمنے ابتدا میں بیان کیا تھا کہ حقیقت میں
کوئی شی جو آسمان و زمین میں ہے غیر ذی روح نہیں ہے اور ہم امید کرتے ہیں کہ اسکے ثبوت میں
کافی طور سے دلیل دیکھ چکے ہیں حقیقت یہ ہے کہ جیسا کہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے (یعنی)

یسبح لہ ما فی السموات وما فی الارض الملک القدوس العزیز الحکیم

کہ تمام وہ چیزیں جو زمین و آسمان میں ہیں تسبیح خدا میں مشغول ہیں یہ وہ عقلاً بھی اسقدر
واضح ہے جیسا کہ ہم دکھا چکے ہیں کہ کسی ذی فہم شخص کو شبہ کی جگہ نہیں [illegible] ہم تسبیح پر
بحث کرنا فضول سمجھتے ہیں اس لئے کہ کسی کلام کی صداقت دل میں جگہ کرتی ہے کہ اول تو
اسکا ثبوت عقلی ملے اور دوسرے اس میں اعتقاد یا ایمان کہا جائے کہ اسکے چند اجزا کو کسی وجہ سے
صحیح یقین کرلیں علاوہ اسکے تمامی مذہب میں افضل تر احکام تسبیح ہے اور مذہب [illegible] خداوند عالم
فرماتا ہے کہ وہ تمام تسبیح کرتے ہیں تو ہم اسکو عقلاً اور اعتقاداً مان لیتے ہیں اسلئے کہ اب [illegible]
طور سے ثابت کردیا ہے کہ خداوند عالم نے کوئی شی غیر ذی روح خلق ہی نہیں فرمایا ہے اور خلق کا
اصول عبادت ہے جس پر ایک عالم متفق ہے اسلئے تسبیح کے ثبوت میں کوئی ضرورت کی نہیں ہے
اسکے متعلق ہم شروع ہی میں اپنی [illegible] ظاہر کرچکے ہیں کہ ہم اون مولانا کے پیرو مسئلہ اعتقاد

ہیں جیسی ہو سکتے ۔ البتہ عقل سلیم یہ نہیں سمجھ سکتی کہ کوئی جیز ذی روح شی تسبیح کیونکر کرسکتی ہے لیکن ہم
یہ اشکال پورے طور سے رفع کرنا ہے۔ اب اگر سنگ ریزوں نے رسالت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر
شہادت دی تو کیا تعجب ہے اسلئے کہ وہ اسکے قبل ایسی عبادت اور تسبیح کرتے تھے کہ انسان اسکو نہیں
سمجھ سکتا تھا لیکن اس موقعہ پر انہوں نے خداوند عالم کی حکم کی یوں تعمیل کی یعنی یوں تسبیح کی کہ تمام لوگوں نے
سنا اور سب پر انکی تسبیح واضح ہو گئی اسی طرح سے دیگر معجزات پر بھی کسی قسم کے اشکال عقلی واقع
نہیں ہو سکتے ۔ چنانچہ جناب سید الشہدا نے اپنے ایک خطبہ میں جسکو آپنے ایام حج میں پڑھا تھا فرماتے
ہیں کہ ،، یسبح لک السموات السبع والارض من فیھن وان من شئ الا
یسبح بحمدک ،، (دیکھو ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۴۵) یعنی خداوندا تیری تسبیح ہفت آسمان
و زمین کرتے ہیں اور وہ لوگ بھی تیری تسبیح کرتے ہیں جو اسمیں ہیں اور ہر چیز تیری تسبیح و تحمید کرتی ہے۔ فقط

تمام شد — سید محمد نوشہروی الحسینی انبادہ نگی

خلفائے ثلثہ اور ختنہ

توریت ۱۷ باب ۹ سے ۱۴ پیدایش کی کتاب پھر خدانے ابراہم سے کہا کہ تو اور تیری نسل میرے عہد کو نگاہ
رکھیں ۔ اور میرا عہد جو میرے اور تمہارے درمیان ۔ اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ہے جسے تم
یاد رکھو سو یہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک فرزند کا ختنہ کیا جاوے اور تم اپنے بدن کی کھلڑی کی ختنہ کرو اور یہ اس
عہد کا نشان ہو گا جو میرے اور تمہارے درمیان ہے تمہاری پشت در پشت ہر لڑکے کا جب وہ آٹھ روز کا
ہو ختنہ کیا جاویگا ۔ کیا گھر کا پیدا ہو کیا پردیسی سے خریدا ہو ۔ جو تیری نسل کا نہیں لازم ہے کہ تیرے خانہ
زاد اور تیرے زرخرید کا ختنہ کیا جاوے اور میرا عہد تمہارے جسموں میں عہد ابدی ہو گا اور وہ فرزند
نرینہ جسکا ختنہ نہیں ہوا۔ وہی شخص اپنے لوگوں میں سے کٹ جاوے کہ اس نے میرا عہد توڑا ۔

توریت و انجیل اور عام احادیث اور کتب معتبرہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ ختنہ خداوند کریم کے حکم سے
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت میں جاری ہوا اور کل انبیا بعد از حضرت ابراہیم اس حکم ربانی
کی تعمیل کرتے رہے ۔

خود حضرت ابراہیم علیہ السلام اور انکے فرزند حضرت اسماعیلؑ نے اسکی تعمیل کی حضرت ابراہیم کی عمر جب ختنہ کئے گئے قریبا ۹۹ برس کی تھی اور حضرت اسماعیل کا سن شریف ۱۳ سال تہا جیسا کہ توریت کی آیات سے ثابت ہوتا ہے

توریت پیدائش - ۱۷ ۲۷ سے ۲۳ تک

تب ابراہام نے اپنے بیٹے اسماعیل اور بہت سے خانہ زاد اور اپنے سب زرخریدونکو یعنی ابراہام کے گھر کے لوگوں میں جتنے مرد تھے سب کو لیا اور

اور اسی روز ان کا ختنہ کیا جس طرح خدا نے انکو فرمایا تھا جس وقت ابراہام کا ختنہ ہوا ۹۹ برس کا تھا جب اسکے بیٹے اسماعیل کا ختنہ ہوا وہ تیرہ برس کا تھا سو اسی روز ابراہام اور اسکے اسماعیل کا ختنہ ہوا اور اسکے گھر کے اور کیا پردیسیوں سے خریدے ہوئے سب کا سب کا ختنہ انکے ساتھ ہوا -

گو ان آیات سے ظاہر ہے کہ جس وقت حضرت ابراہیم پر وحی نازل ہوئی یا حکم خدا پہونچا فوراً ہی حضرت نے تعمیل کی - اپنے گہر کا مرد غلام و فرزند و خود سب کا ختنہ کرایا من تمام انکا اسوقت ۹۹ برس ہوچکا تھا ختنہ کرایا . تو اس سے ثابت ہوا کہ بڑا ضروری حکم تھا اور حکم خدا ہمیشہ ضروری اور صحیح ہوتا ہے . مگر فوراً ہی تعمیل حضرت ابراہیم نے کی بلکہ جب ہماری نگاہیں بلکہ خلفائے ثلثہ پر جاتی ہیں تو عجب حیرت ہوتی ہے کیونکہ نہ انکا ختنہ کرانا معلوم ہوتا ہے نہ اس حکم کی تعمیل ہی کسی کتاب سے ثابت ہے - اگر قاعدے کی رو سے دیکھا جائے تو وہ مسلمان نہیں ثابت ہوسکتے کیونکہ خداوند کریم کا عہد ابدی ٹوٹ جاتا ہے اور جسنے خدا کے عہد کو توڑا وہ مطابق توریت اپنے لوگوں میں سے کٹ گیا یعنی خدا کی قطار جسمیں وہ بندے جو خدا پر ایمان لائے ہیں انسے علیحدہ ہوگیا تو ایسی صورت میں وہ مسلمان نہ رہے -

یہ تو ایک مسلم امر ہے کہ خلفائے ثلثہ عموماً ادہیڑ عمر میں مسلمان ہوئے لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر جب ختنہ کئے گئے تب ۹۹ برس کی تھی تو اسقدر عمر تو ہرگز ان حضرات کی نہیں تھی -

یا تو یہ میرے خیال اور واقعات سے عیسائی ہیں کیونکہ یسوع مسیح نے صلیب

بعد ایسے عیسائیوں کو جہاں گناہوں کا کفارہ دیا تھا وہاں ختنہ کا بھی کفارہ دیکر اس عذاب سے بچا لیا۔ اور اگر معمولی مسلمان بھے تو ترک سنت نبوی اور عدول حکمی خدا کی لازم آتی ہے تب بھی گنہگار مسلمان ثابت ہوئے۔ چہ جائیکہ انکو خلیفۂ رسول اور امام بنایا جاوے۔

پس ایسی صورت میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ خلفائے ثلثہ آخر وقت تک بھی مسلمان نہیں ہوئے یہ دوسری بات ہے۔ کہ انکو جبراً قہراً مسلمان کہا جاوے۔ جیسے حضرت عیسیٰ کے حوارین اپنے آپکو سچا عیسائی ثابت کرکے کروڑ ہا مخلوق خدا کو زرق نار بنایا۔ اور بنا رہے ہیں۔ ایسے ہی اپنی امت کے ساتھ محشر میں خدا کریم کے سامنے مانند ان گنہگاروں کے پیش ہونگے جیسے کہ مسٹر لاجپت رائے اور مسٹر اجیت سنگھ بجرم بغاوت گورنمنٹ کے سامنے پیش ہوئے۔

بقلم شہزادہ منظور حسین۔ اختر۔ گوجرانوالہ۔

تنبیہ الواعظین

چونکہ زمانہ ماہ صیام قریب ہے مومنین کی طیاریاں ہو رہی ہیں کہ مسجد کے آبادی کے لئے کوئی مشتہر صاحب بلائے جائیں جنسے اقامہ جمعہ وجماعت ہو اور مومنین کو وعظ و پند کیا جا لہذا اسکے متعلق کچھ عرض کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ یہ تو سبکو معلوم ہی اگر اسلام کا وجود ہے۔ اسلام دنیا میں باقی ہے تو صرف شیعوں کی بدولت جو اپنے افعال و اعمال سے حکم خدا و رسول کو زندہ اور قائم رکھتے ہیں ورنہ موجودہ مذاہب ہے ایک مذہب بھی ایسا نہیں جسکو حکم خدا و رسول سے تعلق ہو۔ پھر کسقدر حیف کی بات ہے کہ انکی مسجدیں معطل ہوں بلکہ ویران کہ جنتیں انکی چمگادڑ وںسے مزین ہوں اور بجائے فرش خاک پر حیوانات نجس کے قدموں کا نشان۔

ہائے جس مقدس مذہب کو رسول اللہ نے اون زحمتوں سے آباد کیا ہو کہ فرماتے ہیں ما اوذی احد من النبیین کما اوذیت۔ اوسکے آثار ہمارے ہاتھوں اسطرح محو ہوں جس پاک مذہب کے بقا کیلئے جناب سیدہ نے یہ مصیبتیں اوٹھائیں کہ بعد وفات رسول اللہ اکبر ودھی دنیا میں خوش نہ رہ سکیں جسکے نسبت فرماتی ہیں۔ صبت علی مصائب لو انھا صبت علی الایام صرن لیالیا۔ یعنی مجھپر ایسی مصیبتیں پڑیں کہ اگر مصیبتیں دنوں پر پڑتیں تو وہ روز روشن

شب تاریک ہو جاتے۔

آہ اس دین مقدس کے پیرو۔ اس مذہب پاک کے پیرو اپنی غفلت اور کاہلی سے ایسے ذلیل و خوار ہوں کہ نہ انکی مسجدیں آباد ہوں نہ اقامت جمعہ و جماعت کا شوق ہو۔ مسجد میں فرش ہے نہ پانی کہ کوئی راہ چلتا مسافر نماز پڑھ لے۔ بلکہ باہر سے دیکھو تو منارے شکستہ۔ دیواریں ہر طرف سے کھدری ہوئی۔ اندر جا کر دیکھو تو کہیں کوڑا ہے کہیں خس و خاشاک کا ڈھیر۔ نہ کوئی موذن ہے جو اذان دے نہ مومنین کو اتنی توفیق کہ بجائے گھر میں نماز پڑھنے کے مسجد میں تشریف لائیں اور اپنی ہیئت اجتماعیہ سے اسلام کی شوکت۔ اپنی قوت دکھائیں۔

اگر ہمارے تغافل نے ان توفیقات کو سلب کر لیا ہے اور صرف رمضان کے نمازی کا خطاب پایا ہے تو خیر اسی ایک ماہ مبارک میں اس طرح جمعہ و جماعت میں مشغول ہونا چاہیے کہ معلوم ہو سچے وارث اسلام کے ہم ہیں اسلام اگر زندہ ہے تو ہمارے دم سے

ہاں چونکہ اس زمانہ میں اکثر مقامات پر واعظین کاملین حسب استدعائے مومنین تشریف لیجاتے ہیں اور اپنے مواعظ حسنہ سے قوم کو مستفید کرتے ہیں لہذا چند ضرورتوں کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے کہ اسکا خیال رکھا جائے تو بہتر ہے کیونکہ سب سے زیادہ ضرورت اسکی ہے۔

(۱) کہ قوم کو عقائد حقہ کے بعد احکام حلال و حرام و اجبات و مستحبات اعمال یومیہ سے مطلع کریں کیونکہ تقاضائے زمانہ نہ ہمکو علوم دین کی تعلیم میں مشغول ہونے دیتا ہے نہ علمائے دین کی خدمت میں رسائی ہوتی ہے کہ کچھ احکام وہاں سے حاصل کریں۔ امام معصوم نے عالم دین کی تشبیہ درخت میوہ دار سے دی ہے کہ لوگ اوسکے سایہ میں آرام پاتے رہیں اور منتظر رہیں کہ کوئی پھل اس سے گرے کہ ہم کھائیں۔ یہ تشبیہ اوس زمانہ کی ہے جب ہم مسلمان تھے اور اسلام کے پابند علما کی قدر کرتے اور اونکے افادات کے مشتاق رہے۔ اب تو سب سے بڑا جرم یہی ہے کہ یہ عالم دین کیوں کہلاتے ہیں دو چار عربی فقرے الٹے سیدھے کیوں کرتے ہیں انکی تعظیم کیوں کی جاتی ہے۔ ہم انسے افضل ہیں بس چونکہ عام طور پر قوم میں جہالت پھیلی ہوئی ہے واعظین کو اسکی سخت ضرورت ہے کہ جہانتک ہوسکے احکام خدا و رسول بیان کریں۔ مگر نہ ایسے تدقیقات فقہیہ کو کام میں لائیں جس سے لوگ عاجز ہوں اور نہ اسطرح تشدد سے کام لیں کہ ہر شخص مایوس ہو کر اسلام کو خیرباد کہدے۔

شریعت سہلہ سمحہ کے آسانیوں اور مسائل کے سہل العمل ہونے کو اسطرح ذہن نشین کریں کہ عوام و خواص پر احکام کی آسانی ثابت ہو جیساکہ فی الواقع بھی ہے۔

(۲) قوم پر باخوبی الفت و اتفاق کو اچھی طرح بیان کرنا چاہئے کہ جس قوم کو قوم بنایا تو اسی اتفاق نے اور نیست و نابود کیا تو اسی نفاق نے دنیا کے جس چیز کو لو اتفاق ہی اوسکی اصل ہے ہم انسان کیونکر بنے حیوانات کا کیونکر وجود ہوا۔ دنیا کیونکر قائم ہوئی۔ اسی اتفاق سے عناصر اربعہ آگ۔ پانی۔ مٹی۔ ہوا اگر متفق ہو جائیں تو اشرف المخلوقات پیدا ہوتے ہیں متفرق ہو جائیں تو دنیا نیست و نابود ہے۔

سب سے پہلے جس چیز کو ہمنے اپنے ہاتھوں برباد کیا وہ اتفاق ہے جسکی اب یہ انتہا ہے کہ بھائی بھائی میں اتفاق نہیں باپ بیٹے میں اتفاق نہیں میاں بی بی میں اتفاق نہیں پھر بتاؤ تم قوم کیونکر بن سکتے ہو تم ترقی کیونکر کر سکتے ہو۔

تمکو خدا نے آنکھ دی ہے دیکھتے ہو کان سے سنتے ہو۔ اخباروں میں پڑھتے ہو کہ کیسی کیسی ذلیل قومیں آج ترقی پر ہیں جو نہ تمہارے قابل خطاب تھے نہ اس لائق کہ تمہارے دربار میں رسائی پائیں مگر اتفاق نے اونکو ایسا معزز بنایا کہ آج تمام عالم میں نام و نشان پیدا کر رہے ہیں کہ بڑے بڑے قوی شوکت اونسے لرزاں ہیں۔ مگر تمہارے نااتفاقی نے تمہارے نفاق نے تمکو ایسا ذلیل کیا کہ نیست و نابود ہوئے جاتے ہو اور تمکو خبر نہیں۔

غور تو کرو تم پہلے کیا تھے اب کیا ہو گئے۔ کیا سلطنت تمہارے آباء و اجداد کے ہاتھوں میں نہ تھی کیا صاحب حکومت نہ تھے کیا تم مالدار نہ تھے کیا تمہارے املاک نہ تھے تم میں بہادری نہ تھی تم میں سخاوت نہ تھی تم میں فیاضی نہ تھی۔ اب وہ باتیں کیا ہوئیں کیوں تسے وہ ساری نعمتیں چھن گئیں تمنے اتفاق کی جگہ اختلاف کو اپنا پیشہ قرار دیا۔ محبت و مودت کے بدلے میں بغض و عناد کرنے لگے پھر بتاؤ تم کیونکر زندہ قوم کہلا سکتے ہو۔

دیکھو بنگالی۔ ہندو جہاں کسی سرکاری محکمہ میں داخل ہوئے اور اونہونے اسکی فکر شروع کر دی کہ جہانتک ہو سکے اپنی قوم کو بھرتی کریں سینیوں نے جہاں رسائی پائی اپنی قوم کی ترقی اور دوسروں کی بیخ کنی میں مشغول ہوئے۔ مگر تمہاری ہمت یہی ہے کہ جہانتک ہو سکے اپنی قوم کو محروم کریں۔ اپنی قوم

کے درپے آزار ہوں یہانتک کہ تم تنہا رہ جاؤ اور یہ سمجھو کہ ہمارا مثل کوئی دوسرا نہیں۔ اور چند روز کے بعد جن قوموں کی جمعیت بڑہی وہ تمکو اسطرح نکال پھینکینگے جس طرح مکھی دودھ سے نکال دی جاتی ہے۔

واعظین کو نہایت ضرورت ہے کہ جہانتک ہو سکے اتفاق و اتحاد کی محاسن کو بیان کریں اور نفاق و اختلاف سے بچنے کی تدبیریں بتائیں۔ کیونکہ نفس کشی اتفاق کی جڑ ہے۔ اور نفسانیت نفاق و عناد کی اصل۔ لہذا قرآن سے حدیث سے سیرت آئمہ اطہار سے نفسانیت کے مفاسد اور ایثار نفس کے فوائد ظاہر کرنا چاہئے تاکہ دلوں میں اتفاق کی محبت قایم ہو اور نفاق سے نفرت تم تو ایسے آئمہ دین کے پیرو اور تابعدار ہو جنہوں نے اس نفس کشی سے اسلام کو قایم کیا اور اس ایثار نفس کی ایسی نظیریں قایم کیں کہ رہتی دنیا تک اونکا نام نامی زندہ رہیگا۔ اور جو قوم آباد ہو گی اونہیں اصول کو اپنا اصل الاصول قرار دیگی۔ کیا تم اسکو بھول سکتے ہو کہ رسول اللہ نے جب اسلام کا اعلان دیا ہے تو بجز جناب امیرؑ کوئی حضرت کا طرفدار تہا۔ قریش کے اوس جوش و خروش کو خیال کرو جسمیں تمام قومیں عرب کی دلیتی تہیں اور وہ مکہ کی سرزمین جہاں ہر طرف پہاڑ ہی پہاڑ ہیں کیونکہ خود مکہ معظمہ کی آبادی پہاڑ و نپر ہے۔ مگر صرف ان دو بزرگوں کے اتفاق نے کیا کیا کہ چند ہی روز میں وہی مکہ ممالک مقبوضہ اسلام میں داخل ہوا۔ اور جو خانہ کعبہ چند روز پہلے بتخانہ تھا وہ سیراب بالاعلان اذان ہونے لگی۔

بہائیو اب بھی تم اس اتفاق کی قدر کرو باخود ہامیں اتفاق پیدا کرو تو دیکھو تم کہاں سے کہاں پہونچتے ہو۔ مگر ہائے برا ہو نفاق کا جسنے تم میں ایسا قدم جمایا کہ اگر کوئی نفاق کو ڈھونڈہنا چاہے تو بجز تمہارے کہیں اسکا نشان نہ پائیگا۔ ہر قوم میں اتفاق ہے معاونت ہے ایک دوسرے کا معین ہے مددگار ہے مگر ہماری قوم میں ایک گھر کے اندر باپ بیٹے میں بھی اتفاق نہ ملیگا

(۳) اسکے بعد اسکی ضرورت ہے کہ رسوم قبیحہ میں کوشش کرنی چاہئے کہ جہاں جس قسم کی رسم قبیح جاری ہو اسکو مٹائیں۔ تم اپنے قصے آئمہ اطہار علیہم السلام کے فضائل جنت کے اوصاف دوزخ کی تکالیف کو بیان کرکے قوم کو اپنے حسن بیان کا فریفتہ کرتے ہو ہر طرف سے نعرہ تعریف بلند ہوتا ہے مگر تمکو نہیں معلوم ہوتا تمہاری قوم میں کیا قبیح رسمیں جاری ہیں۔ شادی میں کتنی بدعتیں

ہوتی ہیں کتنا مال ناجائز صرف ہوتا ہے جس سے بجز خسران دنیا و آخرت کوئی نتیجہ نہیں۔ غمی میں کیسی مصیبت نازل ہوتی ہے کہ صرف وہ جان عزیز ہی نہیں تلف ہوتی جسنے بقضائے الٰہی فوت کیا بلکہ تمہارے ہاتھوں وہ جائداد۔ وہ املاک جسکو تمہارے آباؤ اجداد نے کن کن جانکاہیوں سے پیدا کیا تھا وہ کوڑی کے مول بک جاتی ہیں کیوں ؟ صرف اسلئے کہ والد مرحوم کا سوئم اماں کا چہلم ہے دادا کا نیاز سالانہ ہے۔

ہاے یہ کس خدا نے حکم دیا ہے کس رسول نے جائز کیا ہے کہ فاتحہ خوانی میں اپنی تئیں تباہ کرو جائداد کو مکفول محبوس کرکے اپنی آیندہ نسلوں کو ہمیشہ کیلیے تباہ و برباد کرو۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ کل امور ناجائز ہیں۔ نہیں نذر فاتحہ خوانی۔ مجلسیں سب جائز اور بعض مستحب ہیں مگر اسراف فضول خرچی یقیناً ناجائز۔ اطعام کرو بقدر امکان ایصال ثواب بقدر وسعت نہ یہ کہ قرض پہ قرض کرتے جاؤ جس سے آگے چلکر خود نان شبینہ کے محتاج ہوجاؤ ہاے تمکو اسکی فکر نہیں والدین کے ذمے نماز باقی ہے۔ وہ مدیون تھے۔ وہ مقروض تھے۔ حج و نیز واجب تھا۔ ان باتوں کی فکر نہیں۔ اور فکر ہے تو اسکی اگر ہمنے نیاز میں لوگوں کو کھانے نہ تقسیم کئے تو قوم کیا کہیگی۔ ہم لوگوں کو کیا منہ دکھائینگے۔ بس اگر غور کرو تو ان امور سے تمہارا مطلب اپنی ناموری ہے نہ بزرگوں کی ترویج

(۴) ان رسوم قبیحہ سے سب سے بدتر رسم جو ہماری قوم میں عموماً جاری ہے وہ **عقد بیوگان** کا نہونا ہے جسکو ہمنے اپنی شرافت کا ایسا جزو اعظم قرار دیا ہے کہ اگر کوئی ہمارے سامنے اسکا نام لیتا ہے تو ہم اسکو گالی سمجھتے ہیں اور اسکا جواب دینا زبان سے نہیں مناسب سمجھتے بلکہ جوتے پیزار کے چلانے کی نوبت آتی ہے۔ حالانکہ تمکو معلوم ہے کہ اس سے کیا مفاسد قوم میں پیدا ہو رہے ہیں۔ کتنی نسلیں منقطع ہوگئیں کتنے گھر ویران ہوگئے کتنے فواحش جاری ہیں۔ کتنی بدکاریاں ہو رہی ہیں اور تم سب سے چشم پوشی کرتے ہو۔ میں نہیں کہتا کہ تم واقف ہو تمکو ہر گھر کا کچا چٹھا معلوم ہے تم خود اسکے معین و مددگار رہو مگر تم اسکو خلاف شرافت سمجھتے ہو کہ بیوہ کا عقد کریں۔

آہ یہ ایسا مظلمہ ہے اور ایسا صریح ظلم جسکی جوابدہی سے شاید ہی کوئی محفوظ ہے

اس اقرارنامہ پر فریقین کی دستخط ہوگئی ہیں اور اقرار نامہ مرتب ہو چکا ہے لہذا جو حضرات کہ حافظ قرآن ہیں وہ از راہ ہمدردی دین۔ و خیرخواہی اسلام ہمت فرما کر اس جلسہ میں شرکت فرمائیں آمد و رفت کا کرایہ میر حسین علی شاہ صاحب وثیقہ جات بعد تشریف لیجانے کے دیجئے۔ یا ممدوح سے طلب فرمائیے۔

ان حضرات کی خواہش تو یہ ہے کہ دیگر حضرات مومنین بھی اس جلسہ خیر میں شرکت فرمائیں مگر میں اپنے صرف ان برادران ایمانی سے التماس کرتا ہوں جو حافظ قرآن ہیں کہ وہ اس موقع پر پہلوتہی نہ کرینگے اور تھوڑی سی زحمت سفر گوارا فرما کر اپنے ایک برادر ایمانی کی امداد فرما کر دوسروں کے باعث ہدایت ہونگے۔

جناب حافظ مولوی مناظر حسین صاحب مدرس مدرسہ منصبیہ میرٹھ۔ اور جناب حافظ مولوی حکیم فرمان علی صاحب مدرس اعلی مدرسہ سلیمانیہ سے بالخصوص امید ہے کہ آپ حضرات اس زحمت سفر کو گوارا فرما کر نہ صرف اعزاز دین قائم کرینگے۔ بلکہ اپنے مواعظ حسنہ اور افادات مستحسنہ سے قوم کی ہدایت کرینگے کیونکہ اگر یہ جلسہ ہوگا تو البتہ شاندار ہوگا۔ اور پنجاب چونکہ عام طور سے جولانگاہ مذاہب ہے لہذا اگر مذہب حق کی تلقین کی جائے تو انشاءاللہ ضرور مفید ہوگا۔

ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے مذہب مقدس کے حفاظ قرآن اپنی رایوں سے میر حسین علی شاہ صاحب حکیم و منصرم فیروزپوری محلہ کجل پورہ ریاست بہاولپور کو مطلع کرینگے۔ اور مدد و معین و مومنین سے امید ہے کہ دفتر اصلاح کو بھی اس سے مطلع فرمائینگے۔ اڈیٹر صاحبان شیعہ و اثنا عشری والعوارث سے امید ہے کہ اپنے متبرک اخبار میں اس مضمون کو شائع کر کے ہر طرح کی امداد اس جلسہ کی کرینگے۔

(اڈیٹر)

آل انڈیا شیعہ کانفرنس

اگرچہ پہلو بوئے تاسیس کے ثانی جناب مولوی علی غضنفر صاحب سکریٹری نے اپنا دورہ ختم کر دیا تھا یا پہلے وہ پنجاب سندھ وغیرہ کی طرف مع اپنے ہمراہیوں کے روانہ ہو گئے اب مومنین کو لازم ہے کہ اپنے اس مہمان عزیز کا نہایت خوش اسلوبی سے خیر مقدم کریں چونکہ ابھی یہ کانفرنس بالکل ابتدائی حالت میں ہے لہذا قوم کی توجہ اوس پر نہایت ضروری ہے کہ یہ تازہ نہال بارآور ہو اور قوم کے لئے آئندہ چلکر ابر رحمت قرار پائے۔

اس کانفرنس کیلئے ابتدا سے یہ خطرہ تھا کہ قوم متوجہ ہوگی یا نہیں کیونکہ ہمکو اپنی قوم کا جہانتک تجربہ ہے اسکی ابتدا نہایت خوش آیند ہوتی ہے کہ اسکی امید و نیز انسان فریفتہ ہوجاے - اور بعد کو پھر ایسی چشم پوشی کیجاتی ہے کہ یہ بھی نہیں معلوم ہوتا کسی قسم کا تعارف بھی تھا یا نہیں - مگر اب تو دوسرا خطرہ پیدا ہوگیا کہ اختلاف رائے مخالفت کی صورت پیدا کی - اور اسکی پوری کوشش کیجاتی ہے کہ کانفرنس کو شکست دیجائے لھذا جو لوگ پابند اسلام ہیں درد دین دلمیں رکھتے ہیں - قوم کی محبت ہے اونکو پوری سرگرمی سے کام لینا چاہئے کیونکہ جتنے مخالفین اسلام ہیں وہ سمجھ رہے ہیں یہ ایک ایسی قوم کی کانفرنس ہے جو حکم خدا و رسول کے مقابلہ میں نہ جان کی پروا کرتی ہے نہ مال کی - اس کی غرض اتباع شریعت ہے - علماء دین کو یہ نائب امام سمجھتی ہے اور انکے اتباع کو موجب فلاح دین و دنیا - اسی سے سب سے بڑا مخالف اس کانفرنس کا وہ نیچری ہے جو سود کو جائز اور تحصیل دنیا کو واجب اور علما کو ناچیز سمجھتا ہے - اسکے بعد اوسکا درجہ ہے جو اس کانفرنس کو نشتر قرار دیتا ہے دیکھو اخبار وکیل اور راوسپر اثنا عشری کا ریمارک پھر وہ فرقہ ہے جو شیعوں کے نام سے چڑتا ہے - اور یہ اعتراض کرتا ہے کہ شیعہ کانفرنس کیوں نام رکھا اسلامی کانفرنس کیوں نہ لقب دیا گیا - ایسی حالت میں آپ کا سکوت اور سرد مہری سے کام لینا کس درجہ مضر ہوگا -

جو حضرات کہ خیرخواہ ہیں اونکے بھی خیالات مختلف ہیں کہ سکرٹری کو اعلی درجہ کا لائق ہونا چاہئے - انتظام ایسا معقول ہونا چاہئے کہ دنیا بھر کی کانفرنسوں سے اعلی ہو یہ باتیں ایسی نہیں ہیں کہ کسیکو اسمیں عذر ہو - مگر کیا ہر ابتدائی کام میں یہی باتیں ہوتی ہیں - خود گورنمنٹ کے کیسے کیسے اعلی حکام پہلے صرف اردو داں تھے جو انگریزی ایک حرف بھی نہ جانتے حالانکہ گورنمنٹ کی زبان انگریزی تھی تو کیا اس سے کوئی خرابی ہوئی یا بتدریج اوسمیں تبدیلی و تغیری نہوئی -

اسیطرح اس کانفرنس کو سمجھنا چاہئے کہ ابھی یہ وہ بچہ ہے جو دایہ کی گود میں پل رہا ہے آگے بڑھکر ہفت اقلیم کا بادشاہ ہوگا لہذا اسوقت اسکی بقا اور نشو و نما کی ضرورت ہے پھر اس سے جو فوائد حاصل ہونگے وہ قابل دید ہونگے -

اسوقت سب سے زیادہ ضروری یہ امر ہے کہ ممبروں کی تعداد جہانتک ہوسکے زیادہ کیجائے اور ملک کے ہر صوبہ ہر طبقہ کے لوگ شریک کانفرنس ہوں کیونکہ تاریخ ۲۹-۳۰-۳۱ دسمبر ہر لحاظ اور ہر صورت سے اس کام کے لئے مناسب ہے فصل سرما ہوگا - لکھنؤ ایسے شہر میں آنا ہوگا جہاں اون مقدس علما کی

زیارت ہوگی جنکی زیارت کو آنکھیں ترستی ہیں دلمیں آرزوئیں بھری تھیں۔ پھر خود علما آپکے میزبان ہونگے ہر طرح کا آرام ملیگا۔ مکان۔ فرش پلنگ۔ روشنی کہانا۔ پان حقہ پان سب کانفرنس کے ذمے ہے شب و روز علما کے وعظ سنئے قوم کی صلاح و فلاح کیلئے جو تدبیریں آپکے ذہن میں آتی ہوں بیان کیجئے۔ سال بھر کے بعد صاف عمدہ خوشخط چھپی ہوئی روئداد گھر بیٹھے ملے فیس ممبری صرف ہے فیس وزیٹری عہ

مراسلات بنام سکریٹری آل انڈیا شیعہ کانفرنس پاٹانالہ لکھنؤ ہونا چاہئے۔

اصلاح کی حالت اگرچہ زمانہ ناموافق ہے قوم کی توجہ روبتنزل ہے۔ مگر بفضل خدا سے اصلاح کا استقلال اور اسکا ثبات قدم اپنے حال پر ہے۔ اصلاح کی غرض نہ تحصیل دنیا ہے نہ اوسنے اسکو ذریعہ معاش بنایا ہے۔ بلکہ اسکی غرض صرف ترویج دین حق ہے جسمیں نہ کمی خریداران سے اوسکی پالیسی میں تبدیلی ہوسکتی ہے نہ افزائش خریداران سے تغیر جہانتک قوت بشری کام دے سکتی ہے اسکے اجرا و بقا میں کوشش کی جائیگی۔ اور بفضل خدا سے امید بھی ہے کہ وہ میری جانکاہی کا نہ صرف آخرت میں بلکہ دنیا میں بھی معاوضہ دیگا چنانچہ آپ دیکھ رہے ہیں اشاعت میں بے جیکی ہو رہی ہے مگر اسکے انتظام اور پابندی وقت سے اشاعت میں ترقی ہے۔ برعکس اسکے وہ پرچے جو عداوت اہلبیت اطہار میں سرشار تھے وہ کسطرح قعر ذلت میں گر رہے ہیں۔

آپکو اس سے نہایت تعجب ہوگا کہ ایک ہمارا ذو دریغ دوست یوں لکھ رہا ہے ’’دو دو اچھی خبریں۔ رسالہ اصلاح کے پچھلے پرچہ میں اسقدر گھبراہٹ کے ساتھ ایڈیٹر عصر جدید کیلئے بددعا کی خواہش تھی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس رسالہ کی اشاعت میں ہمارے معتدل اور صلح پسند خیالات سے سخت صدمہ پہنچا ہے مجھے ۴ ماہ کے متواتر سفر میں اکثر ایسے لوگوں سے ملنے کا اتفاق ہوا ہے جنہوں نے اسکی خریداری ترک کر دی تھی‘‘

اس لب و لہجہ سے مافی الضمیر آپکا تو ظاہر ہے کہ متواتر ۴ ماہ تک اس غرض سے سفر کرتے رہے کہ اپنے احباب سے اصلاح کی خریداری ترک کرادیں جسمیں وہ کامیاب بھی ہوئے اور اپنے احباب کو ترک خریداری پر مجبور کیا ہمکو بھی اونکی خوشی سے خوشی ہے کہ کسیطرح ہو وہ کامیاب ہوئے اور اگر سال دو سال اور اسیطرح سفر کرتے رہینگے تو اس سے زیادہ کامیابی کی امید ہے۔ مگر اونہیں لازم ہے کہ اپنے نقصان پر بھی غور کریں کہ لکھنؤ ایسے مردم خیز اور مرجع کملا شہر سے کس نیکنامی سے اونکو نکلکر پھر ادسی میں جاکر رہنا پڑا جہانسے شہرت اور ناموری حاصل کرنے کو لکھنؤ آئے تھے۔

ہمکو اپنے دوست کے اس عبرتناک مس سے ہمدردی ضرور ہوتی کہ پہلے کس کروفر سے آئے تھے کہ انکی آمد سے سارا لکھنؤ ہل گیا تھا اور اب وہاں سے اسطرح نکلے کہ فرنیچر وغیرہ معطل پڑا ہے کسیکو خبر بھی نہیں کون گیا مگر اسوجہ سے کوئی ہمدردی نہیں کر سکتے کہ مومنین بالیقین کی دعا کا اثر ہے۔ اور خدا نے مومنین پر رحم کیا کہ اب وہ شخص نہ رہا جسنے فرقہ حقہ شیعہ کی ضرر رسانی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا حکام کا ہر وقت کان بھرا جاتا تھا علما کیطرف سے بدظن کئے جاتے۔ سارا الزام شیعوں پر دیا جاتا جس سے شیعوں کو جیلخانہ جانا پڑا۔ اب بفضل خدا سے امید ہے کہ مومنین کو آسائش ملیگی اور ایسے شرور سے محفوظ رہینگے۔

تنقید بخاری کا سلسلہ اسدفعہ اسوجہ سے بند کیا گیا کہ قوم کی توجہ ادہر نہیں معلوم ہوتی۔ پھر کیوں ناحق ایسی نادر الوجود کتاب ناقدری قوم سے ضایع کی جائے۔ ہاں اگر قوم کو اسکی ضرورت ہو تو مطلع کرے

العوالی الاسلامیہ

آہ اے اسلام تجھپر کن نااہلوں کا تسلط ہوا کہ رحلت رسول اللہ کے بعد سے کیا کیا مظالم تجھپر ہوئے مگر تو خدا ئے پاک کا مقدس دین تھا جس سے نہ تیرے حسن و خوبی میں فرق آیا نہ دلآویزی میں۔ خدا نے چاہا تو اس آخری ظلم کا بھی اوسیطرح جلد خاتمہ ہو جسطرح پہلے سلاطین جور مٹادیے گئے کیونکہ مرزا محمد علی جو اسوقت فرمانروائے ایران ہے اور جسنے وہ ظلم کئے کہ تمام دنیا میں یزید پلید کی یاد تازہ ہو گئی عنقریب اپنے کیفر کردار کو پہونچا چاہتا ہے علماء ایران ایدہم اللہ نے بالاتفاق فتوی دیا کہ یہ شخص کافر ہے۔

بعض ہوا خواہان اسلام نے اسکو یزید ثانی کا خطاب دیا جس سے بہت اہلحدیث ناخوش ہو کر لکھتے ہیں کہ بعض شیعہ ہمدرد ان قوم شاہ ایران کو جسنے ایرانی پارلیمنٹ کو توڑ کر بڑے بڑے علما اور قومی لیڈروں کو مروا یا ہی یزید ثانی کا خطاب دے رہے ہیں موءرخہ ۱۱ گست

مگر آپکی یہ ہمدردی دو وجہ سے ہے ایک تو اصول جماعہ اہلسنت سے ہے الامام لا ینعزل بالفسق کہ امام کیسا ہی فسق و فجور کرے مگر وہ معزول نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے تو پانچ مہینہ سے آپ اسپر زور دیرہے ہیں کہ ہر فاسق و فاجر کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیے۔ اگرچہ وہ مرزا قادیانی ہی کیوں نہو۔

دوسرے یہ کہ بعض ابن تیمیہ بہت سے مشایخ اہلسنت قائل نبوت یزید تھے۔ اسلئے انکو رنج ہے کہ ان کے نبی کا نام دوسروں کو کیوں دیا جاتا ہے۔

صورت تلگراف علماء نجف اشرف حجۃ الاسلام جناب آقا مرزا محمد حسین خلیل و آقا محمد کاظم خراسانی و آقا

عبداللہ مازندرانی کے اعاظم علما کے نجف اشرف سے ہیں حسب ذیل ہے مورخہ ۱۹ جمادی الاول

ہم خدام شریعت کا اہتمام تائید اساس مشروطیت میں صرف بغرض حفظ مذہب اثنا عشری ہے اور دفع مخالفین اسلام کیلئے۔ اور صرف برادران دین کے اقدامات کیلئے ہم لوگوں نے اسقدر سعی اور کوشش کی ابتک جو کچھ خلاف مشروطیت امور بظاہر ہوئے وہ سب کسی دوسرے کی تحریک سے تھا اب جبکہ شاہ نے علانیہ مسلمانوں کو قتل کیا تو ہم بھی بصراحت لکھتے ہیں کہ تائید مشروطیت میں کوشش کرنا چونکہ موجب حفظ دین ہے لہذا یہ بمنزلہ اسکے ہے کہ امام زمان کی ہمرکابی میں جہاد کیا جائے۔ اور ذرہ برابر بھی اس سے مخالفت یا مخالفین کی موافقت منافی شان اسلام ہے اور بمنزلہ اطاعت یزید بن معاویہ

ڈیلی ٹیلگراف اخبار لندن یہ تار شایع کرتا ہے کہ نجف اسلامیہ و رؤسا مذہب شیعہ نے عام طور سے مرزا محمد علی کی تکفیر کا فتوی دیا۔

حبل المتین کا خاص نامہ نگار تار دیتا ہے کہ تمامی علمائے اعلام نجف اسلام نے شاہ کے کفر کا فتوی صادر کیا۔ عقلاء ملت اسطرح تبدیل سلطنت میں کوشاں ہیں کہ خونریزی اور فساد نہو۔ تمامی وزرا پریشان ہیں اور اپنی جان سے خائف۔ خاندان قاچاریہ تبدیل خاندان سلطنت سے مشوش ہیں سفیر روس شاہ ایران کا دست بازو بن رہا ہے۔ زیادہ گمان اسکا ہے کہ ولیعہد شاہ بنائے جائیں اور (غالبًا ظل السلطان) نائب السلطنۃ لشکر حواس باختہ ہیں۔ تمامی بلاد ایران میں انقلاب آثار نمایاں ہیں۔ جو ملا شاہ کے دوست بنے تھے نہایت شرمندہ ہیں۔ رشوت کا بازار گرم ہے کہ کسیطرح علما کے فتووں میں اختلاف ڈالا جاے۔ علما سوء رشوت لیکر رخنہ ڈالنا چاہتے ہیں۔

اگر سلطنت میں تبدیلی ہوئی تو خیر ورنہ ایران ہمیشہ کیلئے روس کا ماتحت ہوگا۔ خدا نکرے۔

اڈیٹر حبل المتین کی رائے ہے کہ علمائے اعلام نجف اسلام کے اس فتوی نے مرزا محمد علی کو ہمیشہ کیلئے ایران کے تخت و تاج سے محروم کر دیا کیونکہ جب مرتد قرار پاگئے تو نہ اونکا توبہ قبول ہے نہ بجز قتل انکا توبہ قبول ہو سکتا ہے بلکہ بحکم شرع قتل انکا واجب ہے

اخبار نوو ریمیا جو روس کا قدیم سرکاری اخبار ہے لکھتا ہے کہ قیصر ہند ایڈورڈ ہفتم اور زار روس سے جو بمقام ریوال ملاقات ہوئی تھی۔ اسیکا نتیجہ تھا کہ اسطرح شاہ ایران نے پارلیمنٹ کو شکست دیا اور اس ظلم و جور سے کام لیا جو تاریخی دنیا میں اپنی آپ نظیر ہے۔ تاکہ کانفرنس ایشیا الدول سے اسکا بھی اوسیطرح فیصلہ ہوتا جسطرح مراکو کا فیصلہ جرمن۔ و فرانس نے کیا تھا۔ اخبار مذکور لکھتا ہے کہ

اعلام کے اس فیصلے نے سب پر پانی پھیر دیا کیونکہ جب وہ مرتد قرار پایا تو کسیطرح کا حق سلطنت پر نہ رہا پھر وہ ہزار اقبال کریں تو کیا نتیجہ ہوگا۔

"علمائے اعلام حجج اسلام کا یہ فتوی بکمال دور اندیشی پر مبنی ہے کیونکہ اونکو بخوبی معلوم ہے اگر یہ شخص بادشاہ ایران قایم رہا تو یقیناً اس سلطنت کو حوالہ روس کر دیگا اور خود امیر بخارا کی طرح۔ وظیفہ خوار بنے گا

اس حکم محکم نے آج تیرہ سو برس کے بعد اسلام کی ایک ایسی بے نظیر روحانیت ظاہر کی جسکی کوئی نظیر تاریخ دنیا نہیں ملسکتی کیونکہ اس حکم نے بتا دیا۔ اسلام کس کا نام ہے جو ایک ذرہ برابر بھی ظلم و ستم کو جائز نہیں رکھتا۔ اسکو نہ جبابرہ کی پرواہ ہے نہ کیاسرہ کی۔ بلکہ اسکا حکم مساوی ہے سب فقیر و گدا کیلئے۔

اس حکم نے بتا دیا کہ دنیا میں اگر کوئی مذہب حق ہے تو یہی مقدس مذہب جو کسیطرح ظلم و ستم کو جائز نہیں کہتا۔ بخلاف دیگر مذاہب کے جنکا یہ اصول ہے کہ الامام لا ینعزل بالفسق کہ امام فسق و فجور کرنے سے معزول نہیں ہوتا

اس حکم نے تمام سلاطین اسلامی کو خواہ سلطان روم ہوں یا امیر کابل یا خدیو مصر عدل و انصاف پر مجبور کر دیا۔ اور سبکی آنکھیں کھل گئیں کہ اگر ذرہ برابر بھی اسکے خلاف کرینگے تو محکمۂ اسلام اپنے اعمال کی یاداشت پائینگے

اس حکم نے نہ صرف اسلامی سلطنت ایران کو حیثیت مشروطیت قایم کیا جسکے بعد پھر کسی کو اسکے مخالفت کی جرأت نہ ہوئی۔ بلکہ دول یورپ کے دندان طمع کو قطع کر دیا کیونکہ اونکو معلوم ہوگیا کہ مسلمانوں کا حقیقی حاکم اسلام ہے

ہاں ضرور ہے اسکی کہ علما اپنے اس حکم قطعی کو محل اجرا میں لائیں کیونکہ یہ اونکا ذاتی فیصلہ ہے نہ ذاتی رائے بلکہ خدا و رسول کا حکم جسکے اجرا کے وہ ذمہ وار ہیں۔ لہذا اپنی پوری قوت سے اسکو جاری کرنا چاہئے ولو ذہاب الانفس۔ تاکہ دنیا کو معلوم ہو مذہبی فیصلہ کیسا ہوتا ہے مرتد کا حکم بجز قتل دوسرا کچھ نہیں لہذا تمامی اہل اسلام اسکے متوقع ہیں کہ جسطرح انہوں نے مسجد کو خراب کیا ہے علما کو قید و اسیر کیا ہے بڑے بڑے قومی لیڈر اونکو قتل کر کے اونکا گوشت کتوں کو کھلایا ہے۔ اوسیطرح ایسے مرتد دین کی سزا سے مسلمانوں کی آنکھیں خنک اور قلب و جگر سرد ہونے

حبل المتین کی یہ رائے واقعی بہت ہی اہم ہے کہ سلطان احمد مرزا ولیعہد ایران قرار دیے جائیں جو ہنوز دہ سالہ ہیں۔ اور ظل السلطان اونکے نائب السلطنہ مقرر پائیں تاکہ خاندان سلطنت کا تبدل بھی نہو اور بہتر انتظام بھی معقول ہو کیونکہ ظل السلطان کا نام نامی بھی امن و امان کیلئے کافی ہے اور اونکی خیر خواہی سلطنت مشروطہ میں ابتدا سے مسلم الثبوت ہے۔ اور اونکی مالداری اور ذاتی ثروت کافی ضمانت ہے متوسلین واخلہ وخارجہ کے لئے۔

تار رو ترشور رختہ ۹ اگست مظہر ہے کہ تبریز میں پھر شاہی فوج اور رعایا میں خونریز لڑائی ہوئی جسمیں رعایا کا نقصان زیادہ ہوا۔

سلطنت ترکی اور پارلیمنٹ الحمد للہ کہ سلطنت ترکی بھی ظلم کے پنجوں سے رہا ہوئی سلطان نے شیخ الاسلام کے سامنے حلف اوٹھایا کہ میں نے ترکی رعایا کو حقوق پارلیمنٹ عطا کیا اور ہمیشہ پارلیمنٹ کا معاون و محافظ رہونگا اگرچہ سلطان نے اسکی اجازت سنہ ۱۲۹۳ھ میں دیدی تھی اور ذیقعدہ سنہ ۱۲۹۳ھ میں اسکا باقاعدہ افتتاح بھی ہوا مگر ۱۱ صفر سنہ ۱۲۹۵ھ کو پھر بند بھی کر دیا۔ اوسکے بعد سے جوانان ترکی کو فکر تھی کہ یہ حق پھر ملنا چاہیے اور پارلیمنٹ قایم ہونا چاہئے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر ہر ضلع ہر ہر صوبہ میں اس ہوا نے تیزی سے اپنا کام شروع کیا۔ حال میں خود سلطانی فوج نے علم بغاوت بلند کیا اور اپنے چیدہ افسروں کو مار ڈالا کیونکہ اونکا خیال تھا زیادہ خونریزی نہو اور چن چن کر وہ افسر مارے جائیں جو بانی ظلم و ستم ہیں۔ ان واقعات نے سلطان کو کچھ ایسا مجبور کیا کہ شیخ الاسلام کے روبرو اونہوں نے حلف اوٹھایا کہ ہمنے رعایا کو حقوق پارلیمنٹ عطا کیا جسکے احکام حسب ذیل ہیں۔

(۱) ممالک عثمانی میں جتنے رعایا آباد ہیں خواہ وہ کسی قوم یا مذہب کے ہوں سب عثمانی سمجھے جائینگے اور رعایا کے مطابق جو حقوق ہیں اوسب سے فائدہ اوٹھا سکینگے۔

(۲) تمام ترکی رعایا ذاتی آزادی سے فائدہ اوٹھا سکتے ہیں بشرطیکہ کسی دوسرے کو اس سے نقصان نہ پہونچے

(۳) رعایا پر کوئی مقدمہ منشاے قانون کے خلاف دائر نہو گا۔

(۴) اخبارات کو اس شرط پر آزادی دی جاتی ہے کہ قانونی حدود سے تجاوز نہ کریں۔

(۵) کوئی افسر مجاز نہیں کہ رعایا کے مکان میں زبردستی داخل ہو بجز اون حالات کے جنکی اجازت قانون دیتی ہے

(۶) ہر پچاس ہزار رعایا کیطرف سے پارلیمنٹ میں ایک ممبر منتخب ہوگا (۷) بوقت ضرورت اگر بذریعہ شاہی فرمان کے پارلیمنٹ توڑی جاے تو جدید پارلیمنٹ قایم کرنیکے لیے نئے ممبروں کا انتخاب چھ مہینہ کے اندر ہو گا۔

اخبار وکیل لکھتا ہے کہ یورپ میں ایک ... یہودی ہے دنیا میں جتنی لڑائیاں ہوئیں یا ہونگی سبکے بانی اصلی محرک یہودی ہیں آج کل ... یہ یہودی شاہ ایران کے مزاج میں بہت دخیل ہے وہ شاہ کے لڑکپن کا اتالیق ہے اور سپہ سالاری کا خطاب شاہ نے اسکو عنایت کیا ہے پارلیمنٹ توڑنے پر شاہ کو اوسی نے برانگیختہ کیا موجودہ خونریزی اسی کے اشتعال دینے سے برپا ہوئی ایران کا شاہی خزانہ جسکے جواہرات عہد صفویہ کے یادگار تھے اور جسمیں وہ گوہر شب چراغ بھی تھا جسے ہندوستان سے بادشاہ لیگئے تھے شاہ نے سبکو اس یہودی کے اشارہ سے روس بھجوا دیا کہ ایسا نہو کہیں انقلاب پسند ونکو غالب ہو اور وہ لوٹ لیں۔

حیرتناک علمی فیاضی

جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ کا قول ہے کہ ہر چیز کی ایک فصل ہے اور قرآن کی فصل ماہ رمضان المبارک ہے چنانچہ اسی متبرک اور واجب التعظیم مہینے کا استقبال کرتے ہوئے ہم آپکو ایسی

بے نظیر خوشخبری سناتے

ہین جسے سنکر آپ یقیناً ایک تحیر آمیز مسرت کا اظہار کرینگے - وہ کیا خوشخبری ہے یہی کہ فقط ایک روپیہ مین کلام مجید خوش قلم - پیاری تقطیع - دلربا کاغذ - دل آویز لکھائی - آنکھون کو منور کرنے والا چھاپہ - عمدہ جلد - آپ اپنے گھر بیٹھے مل جائیگا یعنی محصول ڈاک اور فیس وی پی وغیرہ بھی (جو ہم پر ہوتے ہین) ہمارے ہی ذمہ ہے - آپکا فقط اتنا کام ہے کہ ایک کارڈ ہمین تحریر فرمادین اور چٹھی رسان کو فقط ایک روپیہ دیکر نادر تحفہ لے لین -

کیا یہ سنہری رعایت نہین

کیا اس سے عمدہ مصحف اس قیمت مین آپکو دنیا مین دستیاب ہو سکتا ہے ؟ دیکھئے - دیکھئے موقعہ کو ہاتھ سے نہ دیجئے - ایک ضرورتمند تاجر ان جواہرات کو مفت لٹا رہا ہے - ماہ رمضان المبارک کی آخری تاریخون تک یہ رعایت محدود ہے - پھر یہ بیش بہا دور وپیہ کو بھی دستیاب نہ ہوگا ضرور فائدہ اٹھائیے - اور مہربانی فرماکر اپنے احباب کو بھی خبر کیجئے

آپکی فرمائش کا منتظر - سید فیض الحسن - کشمیری دروازہ - دہلی
کھڑکی ابراہیم علیخان

عرق کموں اور ملح تلشین۔ ان دونوں دواؤں کا تجربہ عرصہ تک کرکے اب دس سال سے میں خلق خدا کو پیش کر رہا ہوں جن کو تخمہ، ہیضہ، نفخ شکم، سوزش سینہ، سدہ، حبس، قبض، تنگی، قے، تیزابیت معدہ، شکم، بھوک نہ لگنا، ضعف معدہ، ورم رحم وغیرہ امراض معدہ یا شکم کی شکایت ہو بہت مفید پایا۔ صرف ان دونوں دواؤں کے متعلق یہ تحریر کیا اور چند نامہ سندیں اور رائیں بعینہ پیش کرتا ہوں دیکھئے اور بغور ملاحظہ فرمائیے۔ وما علینا الا البلاغ۔ قیمت عرق کموں (۲۰ خوراک) عہ۔ ملح تلشین (۴۲ خوراک) عہ۔ جملہ خط وکتابت و جملہ دوائیں کارخانہ حکیم سید محمد سجاد حاجی گنج پٹنہ کے نام سے آنی چاہئیں۔ احقر العباد محمد سجاد۔

کرامت نامہ جناب سید العلماء حجۃ الاسلام والمسلمین آیۃ اللہ فی العالمین مجتہد العصر والزمان مولانا آقا السید محمد باقر صاحب قبلہ دام ظلہم العالی جناب مستطاب شائع الالقاب مجامع محامد و مکارم نفحات عوارف و معارف اکتساب جناب حکیم سید محمد سجاد صاحب دام مجدہم الواسع الواحب۔ بعد اتحاف ہدیہ تحیہ و سلام محفوف بصنوف شوق و غرام و اعظام و اکرام ہنگام اولاً مطالعہ مطالب استخبار احوال خیر اشتمال سامی ہے۔ خداوند متعال ہمیشہ اپنے حفظ و حمایت و حراست و کلایت میں محروس و مصون رکھے۔ ہر دو ہدیہ سنیہ شبیہ سامی منزلت یعنی عرق مرکب کموں و ملح تلشین عطیہ آنجناب کا موجب کمال تشکر و امتنان و نہایت مسرت و ابتہاج خیر ہوا۔ بعض اعزہ و اقارب و نیز اطفال نے ان دونوں کا استعمال کیا۔ نفع بین ظاہر ہوا۔ اور بہت فائدہ محسوس ہوا چنانچہ مکرر دونوں چیزوں کا استعمال کر گیا۔ اور دعا ہے خداوند عالم جناب سامی کو جزائے خیر کرامت فرمائے اور ہمیشہ موفق و موید رکھے اور ترقی مدارج دارین عطا فرمائے۔ والسلام خیر ختام۔

محمد باقر الرضوی عفی عنہ ربہ اللہ

شیعہ جلد ۱۶۔ ہم نہایت خوشی کے ساتھ اس کا اظہار کرتے ہیں اور قوم کے حقوق بھی مجھے مجبور کرتے ہیں کہ میں یہ لکھ دوں کہ عرق کموں اور ملح تلشین یہ دونوں کیسی مفید اور زود اثر دوائیں حکیم محمد سجاد صاحب نے ایجاد کی ہیں۔ معدہ کے تمام امراض میں میرے خیال میں کوئی ایسی دوا شاید ایجاد ہوئی ہوگی۔ بس جو لوگ معدہ کا کسی قسم کا پیچ ہو دوسری کوئی دوا فائدہ نہ کرتی ہو تو ان میں کی آپ ایک چیز ضرور استعمال کر کے دیکھیں۔ امید ہے کہ پوری کامیابی ہو۔ میرا تو یہ خیال ہے کہ عوارض معدہ سے کوئی گھر کم خالی ہوگا۔ اس صورت میں احتیاطاً ہر گھر میں بے ضرورت بھی ایک یا دونوں دوائیں رہنی چاہئیں جو ہر وقت بڑے طبیب یا ڈاکٹر کا کام دے۔ خاص کر وہ لوگ تو ضرور منگوائیں جو بالفعل معدہ کے کسی پیچ میں مبتلا ہیں۔ میں خود طرح طرح کے عوارض معدہ میں مبتلا رہا کرتا تھا۔ حکیم صاحب موصوف نے یہ دونوں دوائیں میرے لئے بھیج دی تھیں۔ عرق میں نے خود استعمال کیا اور نمک بعض اعزہ کو دیا جس کی اطلاع [illegible] کو اپریل ۱۹۱۶ء کے پرچہ شیعہ میں دے چکا ہوں۔ آج تک بلا گو کہ معدہ بجز نہیں ہوا۔ بہت درست ہے بلکہ میرے صحیح ہو جانے کے بعد میرے جن جن اعزہ اور احباب نے منگوا کر استعمال کیا۔ ان کو بھی امید سے زیادہ کامیابی ہوئی ہے۔

(ایڈیٹر شیعہ)